رجسٹرڈ ایل نمبر (۷۰۶)

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

اخبار

نور

ضوابط

(۱) یہ پرچہ مہینے میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے ۰

(۲) عام قیمت سالانہ عہ/ ششماہی عہ واعظین اور طلباء سے ایک روپیہ پیشگی

(۳) امراء عظام سے امتیازی قیمت پانچ روپیہ سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا ۰ اور ایسے حضرات کے اسماء گرامی سرپرستان اخبار ہذا کی فہرست میں درج ہونگے ۰

مقاصد

اسلام کی خوبیوں اور اس کی برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت بیان کرنا ۰

(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا ۰

(۳) الزامات کے گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرے سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا

(۴) تاج برطانیہ کی خیر خواہی سکھ قوم میں باوا نانک جی کی تعلیم کا پرچار کرنا ۰

نمبر ۶ ایڈیٹر شیخ محمد یوسف (نو مسلم) سابق سورن سنگھ کماد وان جلد ۳

KHILAFAT LIBRARY

زنبیل

ریوٹر کو اطلاع ملی ہے کہ روس نے مسٹر شوشٹر کو برطرف کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اور گورنمنٹ امریکہ مسٹر شسٹر کو برطرف کرنے کے یئے تیار نہیں ہے۔ روسی فوج اندرون ایران میں نہ بڑھیگی۔ جب تک کہ ایسا کرنے کی ضرورت محسوس نہو ۰

طرابلس۔ ۳۰۔ نومبر۔ حونی کے قریب ایک مسجد میں برسا گلیری رجمنٹ کے سترہ سپاہیوں کی اعضا بریدہ لاشیں پائی گئیں اس سے سخت ناراضگی پھیل گئی ہے ان میں سے بعض آدمی پھانسی دیئے گئے تھے اور بعض کو زندہ پھونکدیا تھا۔

پیرم ۳۰ نومبر قلعہ مخہ واقعہ شیخ سعید پر اطالوی جنگی جہاز گولہ باری کر رہے ہیں ۰

لندن یکم۔ دسمبر اطالویوں کا بیان ہے کہ ترکوں کا ایریٹریا پر حملہ کی تیاری کرنا اٹلی کے مخہ پر گولہ باری کرنے کا محرک ہوا ہے۔

لندن ۲۰ نومبر ایکہزار ترکوں اور عربوں نے کل ورنہ پر حملہ کیا لیکن اطالوی توپخانہ نے انھیں پسپا کر دیا ۰

(۲ دسمبر- طہران۔ دار الخلافت ایران میں جوش پھیل جانے کی وجہ سے مسٹر شسٹر کے کارڈ کی تعداد میں اضافہ کر دیا ہے ۰

مجلس میں روسی آلٹی میٹم پر بحث کرتے وقت نہایت متانت اور اعتدال سے تقریریں کی گئیں لیکن تمام تقریریں حب الوطنی کے جذبات سے مملو تھیں اور تمام مقرروں نے متفق اللسان ہوکر اس بات پر زور دیا کہ ایرانی اپنی آزادی سے دست کش ہونے کے یئے تیار نہیں ہے اور کہا ہم تمام ممبران مجلس نے ایران کی آزادی کو برقرار رکھنے کے یئے حلف اٹھا لئے ہیں ۰

پیرم ۔۴۔ دسمبر۔ مخہ کی گولہ باری میں ایک آدمی مقتول اور ایک مجروح ہوا دو کشتیاں ڈبو دی گئیں۔ اور چند جھونپڑے پھونک ڈالے گئے گولہ باری کے بعد ایک گشتی جہاز نے بارہ کشتیوں کو ڈبو دیا اور دوباب پر گولہ باری شروع کی جہاں ساڑھے بارہ سو ترک مع پانچ توپوں کے موجود ہیں شیخ سعید میں تین سپاہی خفیف طور پر زخمی ہوئے ۰ (نوٹ) کیا جھونپڑوں کو پھونکنا بھی بہادری میں شامل ہے ۰

دو ہزار روسی فوج رشت سے ۴۰ میل جنوب تک آپہنچی ہے اور ان کے علاوہ دو سو روسی سپاہی قزوین پہنچگئے ہیں۔ جہاں انھوں نے ایرانی ملیشیا سے ہتھیار رکھوا لئے ہیں۔ ۲۵ روسی سپاہی طہران میں روسی قونصل گارڈ کی

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف کے یئے قادیان سے شائع ہوا

اے اللہ مجھے آزمائش میں نہ ڈال

KHILAFAT LIBRARY

ماہ جون اختتام پر ہے۔ گرمی کی حدت نے ایسا بیکل کر رکھا ہے کہ کسی پہلو چین نہیں آتا۔ اِدھر کٹورا منہ سے اُترنے بھی نہ پایا تھا کہ اُدھر پھر ہونٹ خشک ہوئے جا رہے ہیں۔ ذی استطاعت ٹٹیاں چھڑکواتے ہیں۔ پنکھے قلی موجود۔ ٹھنڈے پانی کی صراحی مسہری کے پائے کے ساتھ پڑی ہے۔ مگر بیچارے غریبوں کے حال زار پر ضرور یہ مثل صادق آتی ہے ؎

کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں
اگر جلتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

توبہ اسپر قہر خدا یہ کہ اب کے جون بھی کچھ عجیب جون بدلکر آیا ہے۔ جوں جوں جون کے دن گذرتے جاتے ہیں توں توں گرمی کی شوخی بھی حد سے تجاوز کرتی جاتی ہے ۔

بیچارہ ایڈیٹر "نور" بھی اپنے چھوٹے سے جھونپڑی میں جس کے ایک طرف ڈھاپ کی سڑکیں اور تعفن ناک میں دم کر رہی ہے اور دوسری طرف دھوپ جو اپنے جوبن میں مست ہوکر کسی اور کو اپنا ہم پلہ نہیں سمجھتی۔ جسکو ناٹھنڈا پانی ٹھنڈک ڈال سکتا ہے نہ نسیم کے جھونکے اس کے اُٹھتے ہوئے جوبن کو اپنی طرف مائل کر سکتے ہیں۔ بلکہ سچ پوچھئے تو ماہ جون کی دھوپ کا تیج اور جلال اس قدر زبردست ہے کہ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے اس کے مس سے فوراً بخارات بن کر اور اس میں ہضم ہوکر زبان حال سے یہ شعر پڑھ رہے ہیں ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

باد نسیم جو ہمیشہ مردہ دلوں کے لئے ابر رحمت ثابت ہوا کرتی ہے وہ بھی اس دھوپ کی تیزی اور فروغ تجلی سے کانپتی ہوئی اس میں شامل ہوکر باد سموم گویا دولا رہی ہے۔ مگر آنکھوں کا دُکھنا عام طور پر ایک معمولی بات سمجھا جاتا ہے۔ مگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ جب اس کا نام آتے ہی بدن کو لرزہ چھوٹ جاتا ہے۔

آج آنکھیں دُکھنے آتی ہیں۔ خیال ہوتا ہے کہ آج نہیں کل۔ کل نہیں پرسوں۔ پرسوں نہیں اترسوں تک ضرور بفضل خدا آرام آجاویگا۔ مگر یہ امید ایں خیال است محال است سے زیادہ خطرناک پڑتی ہے۔ جوں جوں دن گذرتے جاتے ہیں توں توں آنکھوں کی بیماری زیادہ سے زیادہ شکایت پکڑتی جاتی ہے نہ دن کو چین اور نہ رات کو آرام۔ آنکھیں خمیری آٹے کیطرح پھولی جاتی ہیں۔ رات کو اس شدت سے ٹڑک پڑتی ہے کہ الاماں الحفیظ۔ اور لوگ جب گدگدے اور نرم بستروں پر نیند کے مزے لوٹتے ہیں۔ بیچارہ یوسف پانی کا مٹکا سامنے رکھکر اور چارپائی کے سامنے بیٹھکر پانی کے چھینٹوں سے آنکھوں کو ٹھنڈا کر رہا ہے۔ جب تک پانی کے چھینٹے پڑتے رہے آنکھوں کو آرام رہا۔ جب ہاتھ تھک گیا اور ذرا ستانے کے لئے سر کو چارپائی کے پائے کی ٹیک دیکر آرام کیا تب ہی آنکھوں میں کمال کی درد شروع ہونے لگی یہ درد شدید سخت خلجان میں ڈال رہا ہے نہ دن کو چین نہ رات کو آرام ۔

میری بیماری اور میرے دوستوں کی تیمار داری

میرا دل نہیں چاہتا کہ میں اس تلخ تجربہ کو آپ کے سامنے رکھوں یا زخم رسیدہ دل کو چرکہ لگاؤں۔ مگر کیا کروں نہ روے ماندن نہ پائے رفتن والا معاملہ ہے۔ اُگلے تو اندھا نگلے تو کوڑھی والا حساب ہے۔

افسوس ایڈیٹر نور سادہ لوحی سے جن لوگوں کو اپنا سمجھے ہوئے تھا وقت پر اُنھوں نے ساتھ نہ دیا شیخ سعدی رحمۃ اللہ نے یہ کیا خوب کہا ہے۔ دستر خوان پر یا گپوشپ کے وقت دشمن بھی دوست معلوم دیتا ہے۔ مگر حقیقت میں دوست وہی ہو جو آڑے وقت میں ساتھ دے۔ ؎

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و در ماندگی

وہ دوست جن کے لئے ایڈیٹر نور کے دل میں اسقدر جگہ تھی کہ کئی دفعہ اکانت بیٹھکر ان کے لئے چشم تر کیئے۔ ان کی غمی کو اپنی غمی سمجھا ان کی خوشی کو اپنی ہی خوشی خیال کیا۔ ان کی عزت کو بعض حالتوں میں اپنی عزت اور ننگ و ناموس پر مقدم جانا مگر وقت پر ان کے کوراپن نے طوطا چشمی کو بھی مات کر دیا۔

قادیان میں بہت سے احباب کرام کو یہ امر معلوم تھا کہ ایڈیٹر نور جن دنوں بعارضہ آشوب چشم سخت بیمار تھا۔ ان دونوں اتفاق سے میرے گھر کے لوگوں کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ اور اس بیماری کی وجہ سے مجھے برابر تین وقت بھوکا رہنا پڑا۔ اگر کسی بندہ خدا کے دل میں ترحم نہ آیا کہ اگر اور کسی خیال سے نہیں تو کم از کم خدا ترسی ہی سہی کہ ایک آدمی اس طرح بیماری میں مبتلا ہے اسکے لئے کھانے کا انتظام کیا جاوے۔ مگر کس نے کرنا تھا زبانی جمع خرچ تو بہت تھا۔ مگر عملی کارروائی کچھ بھی نہ تھی۔ میری اسوقت کی حالت پر بعینہ یہ شعر صادق آتا تھا۔ ؎

بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست
بس جاں بلب آمد کہ بر و کس نگریست

ایک طرف بیماری کی ستمگاری اور دوسری طرف بھوک کی آہ و زاری۔ ہائے دشمن کو بھی نصیب نہو ۔

KHILAFAT LIBRARY

ایک ہمعصر کی ہمدردی کا ادنیٰ نمونہ

مجھے نہایت افسوس سے یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ جب میری بیماری زوروں پر تھی اور میں شام کی نماز پڑھنے مسجد مبارک میں گیا تو ایک معزز ہمعصر کے نائب مدیر نے بدیں الفاظ ہمدردی کا اظہار کیا

"وہ نور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں"

بظاہر کہنے کو تو یہ فقرہ دو تین نقطوں میں ختم ہو جاتا ہے۔ مگر یہ فقرہ اسوقت کچھ ایسی ٹیڑھی ادا سے کہا گیا گویا کہ ایک برچھی تھی جو چیرتی ہوئی کلیجہ سے پار ہو گئی ؛ اگر کوئی قضا و قدر پر اعتماد رکھنے والا نہوتا تو شاید وہ جلدبازی میں یہ شعر کہہ گذرتا ؎

اسقدر صدمے اٹھائے دوستوں سے جان پر
اب تو دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا

مگر مجھے قضا و قدر پر پورا پورا بھروسہ ہے اور میرا یہ ایمان ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے اذن کے ایک پتہ بھی ہل نہیں سکتا۔ اگرچہ سائیں تلسی داس جیسے تارک الدنیا نے بھی زمانہ کی نیرنگیوں سے نالاں ہو کر یہ کہدیا ہے کہ

مایا کو مایا ملے کر کے لمبے ہاتھ
تلسی داس غریب کی کوئی نہ پوچھے بات

مگر میں یہ کہونگا کہ یہ سائیں تلسی داس کے سطحی خیالات کا نتیجہ ہے ورنہ قضا و قدر کے آگے سب کا سر تسلیم خم ہے۔

ہمدردی کی اشد ضرورت ہے

اگر کوئی نماز پڑھتا ہے تو بیشک یہ عمدہ فعل ہے۔ مگر اپنے لئے۔ اگر کوئی روزہ رکھتا ہے تو بیشک یہ نیک کام ہے۔ مگر اپنی ذات کے لئے۔ اگر کوئی زکوٰۃ دیتا ہے تو بیشک عمدہ کام ہے مگر اپنے لئے۔ لیکن اگر کوئی بیمار کی تیمارداری کرتا ہے تو اسکا یہ مبارک فعل سراسر دوسرے کی بھلائی اور ہمدردی بنی نوع انسان کے پاک جذبات کو لئے ہوئے ہے۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

صحابہ نے کیوں اتنی جلدی ترقی کی۔ اخوت برادرانہ سے۔ انھوں نے کیوں لوگوں کے دلوں کو موہ لیا صرف ایثار نفسی سے۔ مگر ہم بدقسمتی سے اسی کو ہمدردی سمجھے ہوئے ہیں کہ پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر ہمدردی ہمدردی۔ اخوت اخوت کی پکار مچا کر میز کی کم بختی لا دیں ؛ مگر کسی بیمار بھائی کی تیمارداری کو جاتے ہوئے ہتک عزت اور کسر شان سمجھیں۔

وائے بر حال ما ؛

اخویم مکرم ڈاکٹر عبداللہ اور ایڈیٹر "نور"

جبکہ میں آنکھوں کی بیماری کے باعث سخت گھبراہٹ میں تھا تو میں ایک روز سخت حراساں ہو کر ڈاکٹر عبداللہ صاحب کے پاس گیا اور آپ محبت کے ساتھ میری دوا کرتے رہے مگر شافی مطلق کو ابھی شفا دینا منظور نہ تھا۔ اس لئے میری بیماری ہر آن بڑھتی گئی جس سے تکلیف کی کوئی حد نہ رہی۔ مگر میں اخویم مکرم ڈاکٹر موصوف کی شفقت کو تمام عمر نہ بھولونگا ؛

حضرت خلیفۃ المسیح اور عاجز ایڈیٹر "نور"

میں ہمیشہ حضرت اقدس کے کمل اوقات گرامی ہونے سے اجتناب کرتا رہا ہوں اس لیئے میں تھوڑی اور چھوٹی باتوں کو حضرت کی حضور پیش کرنا ان کے قیمتی وقت کو ضائع کرنا سمجھتا تھا۔ چونکہ میں پہلے اپنے خیال میں آنکھوں کی بیماری کو ایک معمولی بیماری سمجھتا تھا اس لئے مینے حضرت کو تکلیف دینی پسند نہ کی۔ مگر ایک دن عین دوپہر کے وقت جبکہ میں آنکھوں کے درد شدید سے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا اٹھ کر دیوانہ وار حضرت اقدس کے دردولت کو جا کھٹکھٹایا

جب میں حضرت کے حضور حاضر ہوا تو اسوقت آپ حدیث کا درس دے رہے تھے۔ میری آنکھوں کو دیکھ کر ایک اور آدمی کو اشارہ کر کے فرمایا کہ اسی فلاں شخص (جو ایک پشاور کے رہنے والے بزرگ تھے اور جنھیں آنکھوں کے علاج میں خاص دسترس تھی) کے پاس لیجاؤ۔ میرا یہ ایمان ہے کہ حضرت نے سراسر میری خیر خواہی کو مد نظر رکھ کر یہ ارشاد فرمایا! مگر میرے دل نے اسکو تسلی بخش فال نہ سمجھا اور دل میں بار بار یہ خیال موجزن ہوا کہ میں تو حضرت اقدس کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا تھا کہ آپ کی نظر کیمیا اثر جو سنگ کو پارس کرتی ہے اس کا ایک چھکارا اس طرف بھی پڑے تا کہ یہ پاپی گنہگار اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے جو اسوقت اپنے گناہوں کا خمیازہ اٹھا رہا ہے آپ کی نظر کیمیا اثر سے اس عذاب سے مخلصی پاوے۔ مگر قدرت کو اُس وقت ایسا کرنا منظور نہ تھا۔ خیر حضور والا نے مجھے آنکھوں کے علاج کے لئے اُس بزرگ کے حوالہ کیا جو بڑی محبت سے میرا علاج کرتا رہا۔ مگر میں دو چار روز ہی ان کا علاج کروا کر فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں علاج کے لئے حاضر ہو گیا۔ اور حضور نے بڑی محبت اور شفقت اور دلی درد اور اخلاص سے میرا علاج کرنا شروع کیا۔ حضور کے علاج سے افاقہ ضرور ہوا مگر بہت تھوڑا۔ مگر حضور نے جب دیکھا کہ ظاہری دوائیوں سے کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا تو آپ نے اپنی خداداد فراست سے یہ معلوم کر کے کہ یہ بیماری اس کے گناہ کا نتیجہ ہے بندہ کو نصیحت کرنی شروع کی کہ تم اس وقت سچے دل سے توبہ کرو۔ حضرت کے ان درد بھرے الفاظ کو سنکر میں نے اپنے دل کو ٹٹولنا شروع کیا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کسی پر بلا وجہ اور بلا سبب نازل نہیں ہوتا ضرور مجھسے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی ہے جس کے لئے میں ایسی درگت اور دردشا میں منتقل کیا گیا ہوں۔ آخر سوچتے سوچتے اور غور کرتے کرتے میں نے اس بیماری کی کُنہ اور جڑ کا

KHILAFAT LIBRARY

پتہ لگا ہی لیا۔ اس جگہ یہ عرض کر دینا خالی از مطلب نہ ہوگا کہ ان راز سربستہ کو آپ لوگوں کے سامنے رکھنے سے میرا صرف یہ مطلب ہے کہ

من نکردم شما حذر بکنید

اگر میں اس راز کو چھپاؤں تو مجھے خوف ہے کہ شاید اس میٹھی چھری سے کوئی دوسرا بھی زخمی ہو جائے اس لئے صرف عوام الناس کے فائدہ کے لئے میں اس مرض کو کھلی ہوا میں رکھتا ہوں تاکہ اس کے زہریلے جرم کھلی ہوا کے آکسیجن گیس سے ہلاک ہو جائیں اور میرے دوسرے بھائی اس متعدی بیماری سے محفوظ رہیں۔

میرے بیمار ہونے کی وجہ

جو مجھے متواتر تین ماہ کے غور و خوض سے معلوم ہوئی ہے انسان جب خوشی اور آرام میں ہوتا ہے اُس وقت اُسے مطلقاً اس بات کا یقین بلکہ علم تک بھی نہیں ہوتا کہ اُس پر دکھ کی گھڑی بھی گھڑی ہے۔ اس آرام کے جوش جوانی کے گھمنڈ میں بہت بلند پروازیاں کرگذرتا ہے۔ میرا ایک دوست تھا جس کی آنکھیں معمول سے چھوٹی تھیں جون ۱۹۱۱ء میں میں نے اس کی چھوٹی آنکھوں پر اس قدر تمسخر اور مخول اُڑایا کہ وہ بیچارہ چیخ اُٹھا اور چلا کر اضطراری کی حالت میں بے ساختہ کہہ اُٹھا کہ تم جن آنکھوں پر بڑا ناز کرتے ہوئے لوگوں کی آنکھوں پر تمسخر اُڑاتے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ اس کی لاٹھی کی آواز نہیں مگر چوٹ بڑی خطرناک ہوتی ہے اُس وقت میں نے اس بات کو یونہی ہنسی مخول میں اُڑا دیا۔ مگر الٰہی قانون کبھی ٹل نہیں سکتا۔ حضرت اقدس فرمایا کرتے ہیں کہ جو شخص کسی پر تمسخر اُڑاتا ہے "جب تک خود اس پر تمسخر اور ہنسی نہیں اُڑائی جاتی تب تک وہ دُنیا سے مرتا نہیں"۔ یہ چھوٹا سا فقرہ درحقیقت اس قابل ہے کہ اس کو سنہری حروف سے لکھ کر نشست گاہ کے سامنے لگایا جاوے

آہ میں نے بیسیوں دفعہ حضرت کی زبان مبارک سے یہ فقرہ سنا مگر جو قدر و منزلت اس فقرہ کے لئے بیماری کے بعد میرے دل میں ہے اس سے پہلے اس کا $\frac{1}{15}$ حصہ بھی نہ تھی۔ آہ کاش مجھے اس سے پہلے اس کی قدر معلوم ہوتی۔

دوسری وجہ

تکبر تمام برائیوں کی جڑ ہے مئی ۱۹۱۱ء کو حضرت نے ایک پنڈت میرے سنسکرت پڑھانے کے لئے رکھا۔ میرے اور بھی ایک دو ہم سبق تھے۔ میں نے خدا کے فضل سے صرف ایک دو ہفتہ میں ہی ایسی ترقی حاصل کرلی کہ میں ہندی لٹریچر کی سب سے مشہور و معروف کتاب کو پڑھنے کے قابل ہوگیا۔

یہ دیکھ کر میرے دل میں ایک غرور سا پیدا ہوگیا کہ میں بفضل خدا گورمکھی کا سکالر ہوں صرف سنسکرت میں کچھ کمی تھی سو یہ بھی فرفر پڑھنے لگ پڑا۔ ہندی ستیارتھ پرکاش وید بھاش وغیرہ منگوا لیا اور دل میں ٹھان لیا کہ اب تراجم کو چھوڑ کر اصلی کتاب سے حوالجات دیکر دشمنان دین کا ناک میں دم کیا کرینگے۔ اور ساتھ ہی ان ہی دنوں میں میں نے ایک کتاب "ثمرہ وید" تیار کی جس میں ہندی فلسفہ ہندو سوشل اور مارل تعلیم خود انہیں کے مستند گرنتھوں سے لیکر دکھلائی کہ مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے سے پہلے اس ہندوستان تیرہ خاکدان کی کیا حالت تھی۔ اور دوسری طرف گورمکھی میں سکھوں کے واسطے گورو کی بانی کو بھی لکھنا شروع کر دیا۔ اور ارادہ کیا کہ "ثمرہ وید" اور گورو کی بانی ایک ہی وقت میں شائع ہوں مگر

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

یہ تمام حسرتیں دل کی دل ہی میں رہیں کہ آنکھوں کی بیماری میرے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوف کا نشان لیکر آئی۔ کہ تو نے اسقدر تکبر اور غرور کیوں کیا۔ بغیر ہمارے فضل و کرم کے انسان ایک بال برابر بھی اِدھر اُدھر نہیں سرک سکتا۔ بہر حال مجھے اس امر کا یقین آگیا کہ تمسخر اور تکبر کی وجہ سے مجھ پر یہ ابتلا آیا ہے۔

درحقیقت نصیحت کا اثر بیماری میں انسان پر خوب ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ فرمانا کہ یہ تمہارے شامت اعمال کی وجہ سے یہ ابتلا آیا ہے اور پھر اس کے اسباب کا بھی پتہ لگ جانا جس نے میرے دل پر خاص اثر کیا اور میرے دل سے تضرع اور عاجزی کا چشمہ پھوٹا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر یوں فریادی ہوا۔ "کہ اے میرے مولا تو میرے حال پر رحم فرما۔ کیونکہ تو رحیم ہے۔ میری توبہ قبول کر کیونکہ تو توّاب ہے۔ تو لنگڑوں کو پاؤں دیتا ہے لولوں کو ہاتھ دیتا ہے۔ بہروں کو کان دیتا ہے۔ اندھوں کو آنکھیں دیتا ہے۔ غریبوں کو امیر بناتا ہے بے سہاروں کا سہارا ہوتا ہے۔ لاوارثوں کا وارث ہے۔ یتیموں کا محافظ ہے۔ تو میرے حال پر رحم فرما اور مجھے اس ابتلا سے نکال۔ میں اس پر ایمان لاتا ہوں کہ اگر انسان کے چاروں طرف مشکلات حائل ہوں اور کوئی اسکو بال برابر بھی سہارا دینے کے لئے طیار نہ ہو چاروں طرف سفاک دشمنوں کی فوج محصور ہے۔ رشتہ دار اور دوست اپنا قطع تعلق کر کے دور بھاگ گئے ہوں۔ اگر ایسی بپتا میں تیرا نام یاد آجاوے تو کوئی بال بیکا تک بھی نہیں کر سکتا۔ جسکو افکار نے بالکل پژمردہ کر دیا ہو۔ دنیا کے بوجھوں سے اس قدر لدا ہوا ہو کہ سوائے فکر اور غم کے خوشی اور مسرت اس کے نزدیک تک نہ پھٹکتی ہو۔ آرام کیسا۔ جاگنا اور سونا تک حرام ہو چکا ہو۔ اگر ایسی حالت میں بھی اس دکھیا کو تیرا نام یاد آجائے تو افکار گرد کیطرح جھڑ کر اُسی دم شانتی اور آرام نصیب ہو سکتا ہے۔ اے سکھوں کے داتا۔ اے خوشیوں کے دینے والے تو میرے حال

پر بھی رحم فرما۔ اور مجھے اس ابتلا سے نکالکر اپنی رحمت کی بادشاہت میں لا کھڑا کر"۔

جب اس دُعا کا فوارہ میرے دل سے پھوٹا اور آکاشر کو چیرتا ہُوا افلاک الافلاک تک پُہنچگیا تو مجھے رات کو جب میں مختلف اقسام کے فکروں سے چور اور سرگردان ہو کر چارپائی پر لیٹا ہوا تھا تو مجھے ایک خواب آیا۔

میرا خواب

جولائی کا مہینہ گرمی کی وہ طپش کہ الاماں والحفیظ۔ اور پھر اسپر آندھی کا چلنا۔ خدایا تیری پناہ

ایسی حالت میں رات کو اپنی آنکھوں کے بچاؤ کے لیئے عینک لگا کر لیٹ جاتا ہوں مثل مشہور ہے تکلیف کی ایک گھڑی ایک سال کی برابر ہوتی ہے۔ پہلے تو آنکھوں کے درد کے باعث نیند آتی ہی نہیں۔ کروٹیں بدلتے بدلتے نصف سے زیادہ رات گذر جاتی ہے۔ درد کی وجہ سے ہائے ہائے کا لفظ بھی کبھی کبھی بے ساختہ مُنہ سے نکل جاتا ہے۔ اسی تکلیف میں کچھ عرصہ کے لیئے آنکھ لگ جاتی ہے تو میں کیا سُنتا ہوں کہ ایک بھینی بھینی اور پیاری پیاری آواز میرے کانوں تک پہنچتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں

تو اپنی آنکھوں میں قلمی شورا ڈال آنکھیں اچھی ہو جاوینگی

حضرت کے حضور میرا خواب اور آپکا جواب

جب مجھے یہ خواب آئی تو میں نے صبح کو حضرت خلیفۃ المسیح کے روبرو اس خواب کو بیان کیا تو آپ نے نہایت شفقت اور مہربانی سے یہ فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ فرشتوں کی زبان میں قلمی شورا کسکو کہتے ہیں کیونکہ ایکدفعہ عبدالحی (صاحبزادہ حضرت خلیفۃ المسیح) کے تمام بدن پر پھنسیاں اور پھوڑے نکلے ہوئے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا کہ اس کے پھوڑوں پر ہلدی لگائی جائے۔ جب حضرت اقدس نے صبح اُٹھ کر یہ الہام بتلایا تو ساتھ ہی اس کے یہ بھی فرمایا کہ ہمیں علم نہیں فرشتوں کی زبان میں ہلدی کسکو کہتے ہیں۔ اس کے بعد پھر دوسری دفعہ یہ بتلایا گیا کہ ہلدی سے مراد رسوت ہے۔ اور رسوت کے لگانے سے تمام پھوڑوں کو بالکل آرام ہو گیا۔ سو جب تک یہ معلوم نہو کہ فرشتوں کی زبان میں قلمی شورا کسکو کہتے ہیں تب تلک ہم اجازت نہیں دیتے کہ تم قلمی شورا آنکھوں میں ڈالو۔ حضرت اقدس کا یہ ارشاد سُنکر میں بالکل خاموش ہو گیا۔ مگر میری آنکھوں کی بیماری دن بدن کثرت ہی پکڑتی گئی۔ حتیٰ کہ وہ وقت بھی آپہنچا کہ ایک حرف کا لکھنا اور پڑھنا میرے لیئے سخت مصیبت کا سامنا نظر آنے لگا ناظرین خود ہی خیال فرماویں کہ دس روز نہیں پندرہ روز نہیں جولائی بھی گذر گیا اگست شروع ہے مگر میری آنکھوں کی حالت بجائے اچھا ہونے کے دن بدن بُری ہوتی جا رہی ہے۔

نظر یاس اور خدا کی آس

ایک روز کا ذکر ہے کہ میری میز کے اوپر خطوط کا تودہ لگا ہوا تھا مثل مشہور ہے کہ بُرے وقت کا کوئی ساتھی نہیں۔ پندرہ روز گذر گئے دفتر کے کلرک نے بھی کام کرنا چھوڑ دیا۔ میز پر خطوط کا تودہ دیکھ کر دل کُڑھتا ہے کہ ہائے کہاں تو وہ وقت کہ میں روزانہ ڈاک کی تعمیل کر کے بعد کوئی دوسرا کام کرتا تھا اور پھر کہاں یہ حالت کہ پندرہ روز کی ڈاک پڑی ہے۔ دل کُڑھتا ہے مگر اتنی ہمت نہیں کہ اسکا جواب لکھا جاوے۔ آخر ایکدفعہ غصہ کھا کر خطوط کو پڑھنا شروع کر دیا۔ آنکھیں پُر آشوب ہیں۔ پانی جاری ہے۔ رڑک اور درد کا کوئی انتہا نہیں۔ صرف دو چار خط ابھی نہیں دیکھنے پائے تھے کہ آنکھوں میں کچھ ایسے غضب کی چبک اور ٹیس پڑتی ہے کہ آخر مجبور ہو کر خطوں کو میز پر پھینک دیتا ہوں۔ اور آنکھوں کو موند کر چارپائی پر لیٹ جاتا ہوں۔ دوستوں میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی دشمن کو بھی یہ دن نہ دکھائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری ناعاقبت اندیشی ہی کرداریوں کا نتیجہ تھا۔ میں نے تمسخر کیا سو میرے آگے آیا۔ میں نے تکبر کیا سو میں نے پھل پایا۔ اس لیئے میں بحیثیت تجربہ کار ہونے کے ڈنکے کی چوٹ اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ

KHILAFAT LIBRARY

من نہ کردم شما حذر بکنید

آخر یہ حالت دیکھکر یاس و ناامیدی کی گھٹائیں چھا جاتی ہیں۔ مگر جسطرح گھنگھور گھٹا آسمان پر چھائی ہو تو اُفق میں کچھ کچھ سفید دھاریاں نظر آتی ہیں اسی طرح اس ناامیدی اور یاس کی حالت میں ایک آواز تھی جو وثوق کے ساتھ کہہ رہی تھی کہ

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ایل۔ ایم۔ ایس

چونکہ میری آنکھوں کی ایسی حالت دیکھ کر حضرت اقدس کو بہت فکر رہتا تھا آپ تیسرے چوتھے روز دوا تبدیل کرتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر شفا کیسے ہو سکتی ہے۔ مگر اس جگہ میں یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ میرے ماتا اور پتا کو بھی شاید میری بیماری کی اتنی فکر نہوتی جتنی کہ حضرت اقدس کو تھی۔ آپ ازراہ خاوندی گھنٹہ گھنٹہ ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ اپنے پاس بٹھلا کر مجھے سمجھاتے رہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے کچھ تکبر کیا ہے اس لیئے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو۔ کیونکہ توبہ ہی رستگاری کا موجب ہے۔ بغیر توبہ کے کوئی اور چارہ نہیں۔ اور پھر حضرت نے یہ ارشاد فرمایا کہ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ایل ایم۔ ایس ہاؤس سرجن سول ہسپتال امرتسر آنکھوں کی بیماری کے علاج معالجہ میں خاص

KHILAFAT LIBRARY

دسترس رکھتے ہیں۔ اس لئے آپ ان کے پاس چلے جاویں۔ حضرت نے ایک سفارشی رقعہ بھی لکھدیا جسکو لیکر میں اُسی روز ہی امرتسر چلا گیا۔ اس سے پہلے مجھے کبھی جناب میر محمد اسمعیل صاحب سے بات چیت کرنیکا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ مگر جناب ڈاکٹر صاحب نے نہایت خندہ پیشانی سے آؤ بھگت کی شام کا وقت تھا سب سے پہلے کھانا کھلایا اس کے بعد میں نے حضرت کا سفارشی رقعہ پیش کیا۔ آپ تقریباً پندرہ روز تک نہایت محبت اور شفقت اور ساتھ ہی اس کے رحمدلی سے اس عاجز کا علاج کرتے رہے۔ میں جناب ڈاکٹر ممدوح کے حسن سلوک کو کبھی نہیں بھولونگا۔ آپ نے اپنے شفقت بھرے الفاظ اور رحمدلی کے علاج سے میرے دل کو موہ لیا۔ سب سے بڑھکر میں نے جو خوبی خصوصیت سے جناب ڈاکٹر ممدوح میں دیکھی وہ یہ تھی کہ آپ مریضوں سے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان نہایت محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں۔ لاریب امرتسر کی پبلک کے لئے جناب ڈاکٹر صاحب کا وجود نعمت غیر مترقبہ ہے۔ جس کے لئے اہل شہر جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ کوئی نصف ماہ علاج کرنے کے بعد ڈاکٹر ممدوح نے فرمایا کہ اب آپ قادیان چلے جائیں اور دس بارہ روز کے بعد بیشک کام شروع کر دیں۔ آپ اسکا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو تقریباً چار ماہ کا بیمار ہو جسکو یاس اور نا اُمیدی نے گھیرا ہوا ہو اُس کو ایک لائق اور قابل ڈاکٹر یہ فرماوے کہ دس بارہ روز کے بعد بیشک کام شروع کر دیں تو اُس کی خوشی کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے درحقیقت یہ ایسی خوشی ہے جسکا اندازہ وہ دل ہی لگا سکتا ہے جو تقریباً چار ماہ بعارضہ آشوب چشم سخت بیمار رہا ہو۔ لاریب اس کے لئے یہ الفاظ مسیحا کی آواز سے کم نہیں اور اس کی خوشی اور مسرت کو کچھ وہ دردرسیدہ دل ہی اچھی طرح محسوس کر سکتا ہے۔ بیچاری قلم کیا ادا کریگی*

سول ہسپتال امرتسر میں ایک خاص قابل مطالعہ بات

سول ہسپتال امرتسر میں ہندو اور مسلمان بیماروں کے وارڈس الگ الگ بنے ہوے تھے۔ مگر میں یہ دیکھ کر سخت ہی متحیر ہوا کہ چوہڑے وغیرہ بھی مسلمانوں کے وارڈس میں داخل کئے ہوئے ہیں اور جب کوئی چوہڑہ ہندو وارڈس کی طرف آنکھ واکر کے بھی دیکھتا تو ہندو بیمار نہایت خشمگیں نگاہ سے اس کی طرف گھورتے تھے۔ مگر جب مردم شماری کا موقعہ آتا ہے تو تمام ہندو سربرآوردہ لیڈر اور ہندو پریس متفقہ آواز سے یہ کہہ اُٹھتا ہے کہ چوہڑے وغیرہ بھی ہندوؤں میں ہی شامل ہیں۔ اور نہ صرف ہندو بلکہ ہندوؤں کے گوشت کا پوست۔ مگر سخت حیرانی کی بات ہے کہ باوجود ہندو دوست چوہڑوں وغیرہ کو ہندو کہکر انھیں اپنے گوشت کا پوست سمجھتے ہوئے پھر انھیں اپنی جائے رہائش کیطرف آنکھ اُٹھاکر بھی نہیں دیکھنے دیتے وہ بیچارے مجبوراً مسلمانوں میں آکر اپنا سر چھپاتے ہیں۔ کیا یہ عملی کارروائی برادران وطن کی پہلے زبانی جمع خرچ کی کارروائی (کہ چوہڑے چمار وغیرہ ہندوؤں کے گوشت کے پوست ہیں) کو ہاتھی کے دانت ثابت نہیں کر رہی* خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔ جناب ڈاکٹر میر محمد اسمعیل کے یہ فرمانے پر کہ دس بارہ روز کے بعد بیشک کام شروع کر دیں۔ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جوں جوں یہ انتظاری کا دن قریب آتا جاتا تھا توں توں آتش شوق تیز ہوتی جاتی تھی۔ اگر میں یہ کہوں کہ شاید کسی شاعر نے یہ شعر میرے لئے ہی کہا تھا ؎

وعدۂ وصل چوں نزدیک شد
آتش شوق تیز تر گردد

تو بجا ہوگا* * *

دس بارہ روز کے بعد جب میں کچھ کام لیکر بیٹھا تو میں مطلقاً اس قابل نہ تھا کہ کسی خط کا جواب تک لکھ سکوں اگرچہ پہلے کی نسبت بین فرق تھا۔ مگر پھر بھی بیماری غالب تھی۔ میں نے اپنی طرف سے علاج معالجہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہو صحت کیسے ہو سکتی ہے۔ بہرحال یہ چال دیکھ کر چیلے تو چلتے رہے اور اس کے فضل پر ہی توکل کیا۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے سمجھا کہ میں نوکل پرچوں میں یہ اعلان چھپا دوں کہ میں بعارضہ آشوب چشم بیمار ہوں اس لئے "نور" دیر سے شائع ہوگا

[illegible]

میں اور میرے معاصرین

یہ اعلان شائع کرنے کے لئے میں نے کل نوکل معاصرین کے پاس بھیجدیا مگر مجھے سخت افسوس سے یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بعضوں نے تو یہ اعلان شائع کرنا مناسب ہی نہ جانا اور بعض نے کیا بھی تو خاص تبجض کے ساتھ ۔ میں حیران ہوں کہ میرے معزز معاصرین نے میرے اس اعلان کے چھاپنے میں کیوں بلاوجہ اور بلاسبب مضائقہ کیا۔ جبکہ میں بیماری میں مبتلا تھا۔ میری وہ قابل رحم حالت اس امر کی مقتضی تھی کہ بغیر میرے کہے سے ہی میرے نوکل معزز ہمعصر اسبات کو شائع کر دیتے مگر باوجود باقاعدہ تحریری اطلاع دینے کے بھی اس امر کو درج اخبار کرنے سے پس و پیش کیا گیا۔ نور نے کبھی اپنے معاصرین کے لئے ایسی تنگدلی سے کام نہیں لیا میرا دل ہمیشہ اپنے معزز ہمعصروں کے لئے فراخ اور وسیع رہا ہے۔ گذشتہ سے پیوستہ سال کی بات ہے کہ ایک معزز ہمعصر کی کتابوں کے لمبے لمبے اشتہار "نور" میں شائع ہوتے رہے۔ مگر اس کے صلہ میں اس معزز ہمعصر نے جو انعام ہمیں ازراہ عنایت بذریعہ اپنے اخبار ماہ اگست سنہ۱۹۱۱ء عطا فرمایا ہے وہ یہ تھا کہ "اگر تم سیدھے نہوگے تو زمانہ تمھیں ڈنڈے مار مار کر سیدھا کریگا" افسوس

KHILAFAT LIBRARY

وہاں ہیں سخت باتیں یاں امیرؔ آنسو پہ آنسو ہیں
تماشا ہے ادھر موتی اُدھر پتھر برستے ہیں

میں نے اکانت میں بیٹھ کر بہت غور و خوض کیا ہے کہ باوجود میری اسقدر محبت اور عقیدت کے جو مجھے اپنے دوستوں یا برادروں سے ہے۔ میں نے اپنے خویش و اقارب کو چھوڑ کر ان لوگوں کو ہی اپنا خویش و اقارب سمجھا۔ اگر میرے بھائی ہیں تو یہی۔ اگر رشتہ دار ہیں تو یہی اگر خیر خواہ ہیں تو یہی۔ مگر پھر معلوم نہیں کہ باوجود ہماری اس صدقدلی کے ہمارے دوست اس عقیدت اور محبّت کو افزوں کرنے کے بجائے آزردگی۔ کشیدگی کیوں اختیار کر رہے ہیں بہرحال اتنا تو میں بھی عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جہانتک "سورن سنگھ" سے "محمد یوسف" کا سوال ہے وہانتک میرے معزز معاصرین خوش اور حد سے زیادہ خوش ہیں۔ مگر جوں ہی یہ محمد یوسف سے ایڈیٹر نور کی پوزیشن میں آتا ہے توں ہی ہمارے درمیان الجھنوں کی گتھیاں پڑ جاتی ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا بھید ہے۔ کیا اگر میں مُسلمان بنکر بجائے خود محنت اور مشقت سے روزی حاصل کرنے کے خدانخواستہ کسی بہی خواہ سے گیدڑ والا پروانہ لکھا کر اپنی عزّت اور حیا و شرم کو بالائے طاق رکھ کر در در کے دھکّے کھاتا پھرتا تو شاید یہ موجودہ اُلجھنوں کی گتھیاں بآسانی دور ہو جاتیں۔ مگر ؏

من نخواہم ننگ و نام را

ایک صادق اور بہی خواہ ملت کو دیکھکر خوشی ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کا ایک اور خدمتگار اور خادم پیدا ہو گیا۔ ناظرین نور سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہوگا کہ عاجز ایڈیٹر نور کس طرح صدق نیت اور خلوص قلب سے اسلام کی بجا آوری خدمت میں کمربستہ ہے۔ بفضل خدا جسطرح ایڈیٹر نور نے سکھ ازم اور آریہ دھرم کے لٹریچر کو اُگل دیا ہے اور جسطرح دماغ سوزی کے ساتھ ان کی مذہبی کتب پر جائز نکتہ چینی کر کے اسلام کی صداقت ان کے سامنے پیش کیجاتی ہے وہ شاید دوسرے رسالہ یا اخبار میں آپ کو بہت ہی کم ملیگی۔ نور کے فائل اس بات کے گواہ ہیں بعض اوقات میں نے آریہ اور سکھ ازم کی مذہبی پُستکوں کے مطالعہ کے لیئے اسقدر دماغ سوزی سے کام لیا کہ میری صحت میں بھی فرق آ گیا۔ مگر پھر معلوم نہیں کہ میرے دوست مجھ پر کیوں بلاوجہ اور بلاسبب کبیدہ خاطر ہیں اور کیوں ہمارے دوست بجائے تعلقات کے وسیع اور مضبوط کرنے کے اُلٹا دلوں کو توڑنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں ؎

اے شیشہ گرو تم سے یہ ایک عرض مری ہے
دل ٹوٹا بنا دو تو عجب شیشہ گری ہے

اوہ میں بہت دور چلا گیا یہ کلمہ بیتابی کے ساتھ اس بے قابو دل سے نکل گیا جو میری محبت اور عقیدت کو آشکارا کرتا ہے۔ کیونکہ جسکے جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے گلہ بھی اُسپر ہی آتا ہے خیر وہ وقت تھا جو زمانہ کی گرم و سرد ہوا کیطرح گذر گیا۔ ؎

دوران بقا چو باد صحرا بگذشت
تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ایڈیٹر نور

میری خوش قسمتی کہ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی چندروز کے واسطے ان دلوں قادیان تشریف لے آئے۔ آپ جس محبّت اور دردمند دل سے اس عاجز کا علاج کرتے رہے اس کے لیئے میں جناب ڈاکٹر صاحب کا تہ دل سے ممنون و شاکر ہوں اور دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے محسن کو اجر عظیم دے آمین۔ آپ نے اخیر پر مجھے یہ مشورہ دیا کہ یہاں گرمی آجکل حد سے زیادہ ہے۔ اگر شملہ چلے جاؤ تو آپ کی آنکھوں کے لیئے بہت ہی مفید ہوگا۔ چونکہ میں ایک تو بیماری اور دوم شدت گرمی کی وجہ سے حواس باختہ ہو رہا تھا۔ جناب ڈاکٹر ممدوح کے مشورہ پر میں دُوسرے روز ہی شملہ جانے کے لیئے طیار ہو گیا اور جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب نے مجھے ایک سفارشی خط جناب ڈاکٹر جگت نراین صاحب ایل۔ ایم۔ ایس کے نام بھی لکھدیا کہ حامل رقعہ ہذا کا علاج محبت اور غور سے کریں۔

جب میں قادیان سے شملہ کی طرف روانہ ہُوا تو بٹالہ کے سٹیشن پر جا کر شدّت گرمی اور آنکھوں کی بیماری سے اسقدر گھبرایا کہ اتنی ہمت اور سکت نہ رہی کہ ٹکٹ بھی خرید سکوں۔ میں اس گھبراہٹ کی حالت میں سیدھا جناب سٹیشن ماسٹر صاحب بٹالہ کے کمرہ میں چلا گیا۔ آپ نے بڑی محبت سے مجھے بیٹھنے کے لیئے جگہ دی اور وہیں ٹکٹ منگوا دیا پانچ دس منٹ کے بعد ہی گاڑی آ گئی۔ میں جناب سٹیشن ماسٹر صاحب کا تھینکس ادا کرتا ہوا گاڑی پر سوار ہو گیا۔

گرمی کی شدت

بٹالہ سے کالکا تک وہ گرمی کا زور اور تڑاکا تھا کہ الاماں رات کو جب میں گاڑی کے پھٹے پر ذرا کمر سیدھی کرنے کے لیئے لیٹ گیا تو میری آنکھ لگ گئی اور کالکا جا کر جب رات کے چار بجے کے قریب مجھے گاڑی بدلنے کے لیئے ہمراہی مسافروں نے بیدار کیا تو میں پسینہ سے اسقدر تر بتر ہُوا ہوا تھا کہ جب میں جلدی کے ساتھ اُٹھنے لگا تو گدیلہ پسینے کی وجہ سے میرے کپڑوں سے لپٹا ہُوا تھا۔ اور اس گاڑی بدلنے کی افراتفری میں گدیلہ مجھے اپنی طرف کھینچتا تھا۔ مگر میں گدیلے کو اپنی طرف کشید کرتا تھا۔ آخر بڑی مشکل سے گدیلے سے اپنا پیچھا چھوڑا کر گاڑی سے باہر آیا۔ آگے شملہ کو جانے والی گاڑی جو چھوٹی پٹڑی کی ہے تیار تھی۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

KHILAFAT LIBRARY

گرنتھ صاحب اور وید مقدس

پنڈت جگت سنگھ کا لیکچر جو انہوں نے ۲۶ نومبر کو آریہ سماج انارکلی کے سالانہ جلسہ پر دیا

گورو بانیوں میں وید اور شاستروں کی پوزیشن کیا تھی - جیو اور پرماتما کی نسبت کن خیالات کا اظہار تھا - اس کے لئے آپ کو مار و محلہ کا مطالعہ کرنا چاہئے - جسکا مطلب یہ ہے کہ ایشور نے سرشٹی پیدا کی دن رات پیدا کیا - پربت جل اگنی اور چاروں وید پرماتما نے پرگٹ کئے - میں کہتا ہوں کہ لفظ بہ لفظ یہی پوزیشن آریہ سماج کی ہے - اور مزید براں گورو گرنتھ کے ابتدا میں اونکار کے شبد سے بانی کو شروع کیا گیا ہے ؛

گورو جی نے فرمایا ہے کہ جو وید پران سمرتیوں کو بخوبی جانتا ہے اور جو چاروں ورنوں کو قبول کرتا ہے میں ایسے پنڈت کو خوش آمدید کرتا ہوں ؛ یہ تو آریہ سماج کے اپدیشک کی خانہ ساز ہے ہم

وید سمرتی پوران اور گرنتھ صاحب

آپ کے سامنے پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے وید کا ابھیاس
ہرنام چیت نہ آوہی ہنہ ہنچ گھر ہو باس

وید پڑھے ہرنام نہ بوجھے
مایا کارن پڑھ پڑھ لوجھے

(ترجمہ) وید پڑھنے سے شانتی یعنی اطمینان قلب حاصل نہیں ہوتا بلکہ وید کی تعلیم دنیاوی کمندوں اور کدورتوں اور ملونیوں میں پڑنے کی ترغیب دیتی ہے ؛

ہم اسپر اپنی طرف سے کچھ حاشیہ چڑھانا نہیں چاہتے صرف شلوک اور ترجمہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں ناظرین خود غور فرمالیویں کہ سکھ گوروؤں کے نزدیک وید کیا کچھ قدر و منزلت رکھتے تھے ما قل ما اشارہ کافی است

نور دوستو آخر خدا کا خوف بھی کوئی چیز ہے

ہمیں نہایت رنج و غم سے یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ باوجودیکہ پہلے تمام خریداروں کو باقاعدہ اطلاع دیجگی اور اس کے علاوہ ہم متواتر تین ماہ سے اخبار کے ذریعہ بھی چیختے چلاتے رہے کہ جنہوں نے ...... آئندہ سال کے لئے نور کا ساتھ نہ دینا ہو وہ ازراہ نوازش ۲۵ نومبر کے پہلے پہلے اطلاع دیدیں مگر باوجود ہماری اس چیخ پکار اور واویلا کے بھی بعض بے ترس نور دوستوں نے وی پی واپس کردئے کیا ہمارے بے ترس دوستوں نے وی پی واپس کرنے میں بھی کوئی ثواب سمجھا - اے نور دوستو کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو انکاری وی پی پر سرخی سے "انکاری" Refused کا لفظ لکھا ہوا تھا ہے وہ سرخی سے نہیں بلکہ ایڈیٹر کے خون سے لکھا ہوا ہوتا ہے - کیا آپ ایسی بیدردی کے ساتھ کسی غریب کا خون گرانا جائز سمجھتے ہو ؛

نور کے ساتھ عملی ہمدردی کا ثبوت

اب کی دفعہ حسب ذیل احباب اکرام نے نور کی توسیع اشاعت میں مربیانہ کوشش فرمائی

میاں حضور علی صاحب ایک خریدار - مولوی عزیز بخش صاحب ایک - ایک نام کی پرواہ نہ کرنیوالے - ایک - منشی سلطان محمد صاحب ایک - جناب بابو عبدالرزاق صاحب ایک

جزاکم اللہ احسن الجزاء - امید کہ دیگر بہی خواہان ملت بھی نور کی کرنوں کو دور دور تک پھیلا کر عند اللہ ماجور ہونگے ؛ نور کی توسیع اشاعت کا سوال عرصہ سے معرض التوا میں ہے معلوم نہیں کہ ہمارے دوست نور کی توسیع اشاعت میں کیوں بخل کر رہے ہیں ؛

بلی بیہودہ

چند ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ پلیگ کے دنوں میں چوہوں کے لئے بلی کی موجودگی کسی صورت میں مفید نہیں ہے - کیونکہ بلی کو خود چوہوں سے پلیگ ہوجاتا ہے اور بجائے پلیگ کے دور کرنے کے بلی اس کے پھیلانے کا باعث ہوتی ہے - بات تو معقول ہے - مگر ڈاکٹروں نے یہ نہ بتایا کہ اس بلا سے کس چیز سے نجات

ہو سکتی ہے - کیا فنائل کی گولیوں سے یا چوہوں کی گردن زدنی سے - اگر کوئی ہم سے پوچھے تو اس کا علاج صرف ایک ہی ہے - تضرع و عاجزی توبہ

انگلستان میں پاگل

اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۱۸۵۹ء سے آج تک انگلینڈ و ویلز میں پاگلوں کی تعداد چوگنی ہوگئی ہے - کل تعداد ۱۳۰۰۰۰ ہے اس کے علاوہ اسکاٹلینڈ میں ۲۰ ہزار ہے اور آئرلینڈ میں ۲۵ ہزار گویا کل انگلستان میں ایک لاکھ ۷۵ ہزار پاگل ہیں - ایسے سرد ملک میں پاگلوں کی اتنی کثرت - تعجب پر تعجب مگر یہ بھی شراب کی گل افشانیاں ہیں ؛

ایک سکھ دیوی کی قربانی

ہم یہ دیکھ کر خوش ہوئے ہیں کہ سکھ دیویوں کے اندر قربانی کا مادہ کافی نشوونما پا چکا ہے

سکرٹری صاحب چیف خالصہ دیوان کی مندرجہ ذیل چٹھی ہمارے اس خیال کو ظاہر کریگی ؛

سری ست گورو نانک دیوجی مہاراج کے مشن پرچار میں کل دو سو روپیہ اکٹھا ہوا ہے یہ سنکر مجھے بڑا افسوس ہوا ہے اس لئے بیس روپیہ پنتھ کی سیوا میں بھینٹ کرتی ہوں - کچھ دن ہوئے کہ گھر کے پیسنے پکانے کا کام داسی نے اپنے ذمہ لیا تھا جسکا آج حساب کیا گیا اور بیس روپیہ جو مجھے ملے ہیں پرچار کو ضروری سمجھ کر اپنے دیگر کاموں کو بند کرکے بھیجتی ہوں - میری پتی جی نے پہلے پانچ روپیہ بھیجے ہیں - پنتھ کو بھی دھیان دینا چاہئے جب کہ ہمسایہ قومیں سر توڑ کوشش کر رہی ہیں (دواس رتن کور - فیروزپور شہر)

اس ملک کی مسلمان خاتونیں غور سے پڑھیں ؛

مہاراجہ پٹیالہ کی بے تعصبی

ماہ نومبر سنہ حال کو ایک جنگلی سور جسکا لوگ تعاقب کر رہے

[illegible]

KHILAFAT LIBRARY

تھے۔ شاہ صاحب جمال شاہ والی مسجد میں داخل ہوگیا اور مسجد کو اپنا مامن بنا کر اندر ڈٹ کر بیٹھ گیا اس کے باہر نکالنے کی کوشش کی گئی مگر بےسود ایک پولیس انسپکٹر نے واقعہ کی اطلاع نوجوان مہاراجہ صاحب کے گوش گذار کردی۔ مہاراجہ صاحب فوراً بنفس نفیس مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور سور کو دو ہی نشانوں میں ہلاک کر ڈالا۔ ہز ہائنس نے امام مسجد کو ۵۰ روپیہ مسجد کی صفائی کے لئے عطا کئے تاکہ مسجد کو پلیدی سے پاک و صاف کر دیا جائے ؁

مدراس ٹائمز اور آریہ سماج

معزز ہمعصر الحق لکھتا ہے آریہ سماج کی اندرونی پالیسی صرف اہل ہند کے لئے تعجب انگیز نہیں بلکہ ایک انگریزی اخبار بھی اسکو عمیق نظر سے دیکھتا ہے گو اس پارٹی کے مشہور لیڈر اپنی جماعت کی کارگذاریوں کو مذہبی تحریک سے موسوم کرتے ہیں۔ لیکن پچھلے عرصہ کی تاریخ اور آزاد خیالی ہمارے سامنے پالیٹکس کا نقشہ کھینچ دیتی ہے۔ مدراس ٹائمز رقمطراز ہے کہ پنجاب میں سکھ راجپوت مسلمان یہ تین قومیں بستی ہیں جن میں سرکاری ملازمتوں پر آتش حسد تیز رہتی ہے۔ مگر موجودہ حالت کا باعث اغلباً آریہ سماج کی شدھی والی پالیسی ہے جو وہ اس صوبہ کے سکھوں اور مسلمانوں میں کر رہے ہیں۔ اس صوبہ کے کئی اخبار آریہ سماج کے ہاتھ میں ہیں اور وہ اکسٹریمیٹ پالیٹیشن ہیں۔ مدراس ٹائمز کے قلم سے ایک ایسی بات نکل گئی ہے جو نہایت وزندار ہے لیکن ہمیں افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ یہاں مسلم پریس ہی سرکاری عتاب کا نشانہ بنا ہوا ہے آریہ اخبارات کی زبان بند کرنے کے لئے کوئی تدبیر نہیں کی گئی۔ بڑی دقت یہ ہے کہ جو مسلمان اخباران کی تحریروں کا ڈیفنس کرے اس کی زندگی خطرے میں پڑجاتی ہے۔ مدراس ٹائمز نے جو کچھ تحریر کیا ہے وہ ایک سچا خاکہ ہے جسپر گورنمنٹ پنجاب کو متوجہ ہونا چاہیئے ؁

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

ہمعصر جیون تت لکھتا ہے کہ لالہ منشی رام جی کی شہ پا کر جب دھرمپال نے دیو سماج کی مخالفت کرنے کے لئے دیو سماج کے ایک سابق ممبر کی ڈائری کو اُڑا کر اُس کی نسبت بالکل غلط اور بے بنیاد بیانات لوگوں میں پھیلائے تھے تو آریہ سماجیوں نے خوب بغلیں بجا بجا کر خوشی ظاہر کی تھی مگر ماسٹر لچھمنداس رام نگری کے مقدمہ میں ہم نے دیکھا کہ ماسٹر مذکور کی پارٹی نے دھرمپال کی ایک پرانی ڈائری اپنے قابو میں کی ہوئی ہے اور وہ اُس سے دھرمپال کے خلاف بالکل غلط نتیجے نکالنے کی کوشش کر رہے تھے یہ سچ ہے کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے ؁

ہمارے نزدیک اب جبکہ مہاشہ دھرمپال دنیا کے گرم و سرد سے واقف ہو کر دوست دشمن کو سمجھ گئے ہیں تو ہمعصر جیون تت کو بھی مہاشہ جی کا پیچھا چھوڑ دینا چاہیئے کیونکہ خواہ مخواہ کی نوک جھوک کبھی خوشگوار نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی ؁

گوشت خوروں کی توہین
تصویر (قابل توجہ گورنمنٹ عالیہ)

ہندوؤں میں یہ خیال آجکل بہت زور پکڑ رہا ہے کہ گائے کی حفاظت کیجائے کبھی اس کو مذہبی صورت میں تو کبھی ملکی رنگت میں ظاہر کیا جاتا ہے بہت سے مقامات پر اس کی بدولت جنگ و جدال بھی ہوئے ہے۔ قتل و غارت تک نوبت پہنچی اور ابھی پہنچ رہی ہے اتنے فسادات سے بھی جب کچھ نہ ہوا تو ہمارے ملکی بھائیوں نے ایک نئی ایجاد کی ہے۔ جس کی طرف ہم گورنمنٹ کو خصوصیت سے توجہ دلاتے ہیں۔

حال میں ایک تصویر بہت عمدہ روغنی کاغذ پر نکلی ہے جو ہندوؤں میں میلوں میں عموماً فروخت ہوتی ہے اُس کاغذ پر ایک طرف گائے کی تصویر بنی ہے اور اس کے اردگرد بلکہ اُس گائے کی تصویر کے پیٹ کے اندر بھی کئی ایک تو ایک ایک منھ والے کئی ایک دو دو موہنوں والے بلکہ کئی ایک چار چار موہنوں والے رشی منی دودھ چاہتے اور اُس کی درازی عمر کی دُعائیں مانگتے دکھائے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک طرف گئو کے خوروں کی ایسی بُری شکل بنائی ہے کہ الاماں والحفیظ شرع اسلام میں تصویر کا بنانا منع ہے مگر ہماری نیت چونکہ تصویر بنانے کی نہیں۔ بلکہ حامیان گائے کی کوشش کا گورنمنٹ تک پہنچانا ہے اس لئے اُن تصویروں میں سے ایک تصویر گائے خور کی نقل کر کے دکھاتے ہیں ناظرین اسے بغور ملاحظہ فرمائیں ؁ اس تصویر کے سر پر ہندی میں لکھا ہے۔ کلجگ کے گوشت خوروں کو دیکھو جس کے معنے صاف ہیں کہ گوشت خوروں کی تصویر بنا کر اُن کی توہین کرنی منظور ہے اس تصویر کا پولیٹکل پہلو تو ہم گورنمنٹ کے سپرد کرتے ہیں اور مذہبی پہلو میں دکھانا چاہتے ہیں کہ ہندوؤں کے نزدیک جو ست جگ کا پاک زمانہ تھا اس میں بھی بڑے بڑے رشی منی گائے کا گوشت کھاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ گائے کو کھانے والے ست جگ کے بھگت ہیں۔ اور اُس کے بچانے کی مختلف تجویزیں کرنے والے کلجگ کے لوگ ہیں۔ اس دعوے پر ہم اپنی شہادت نہیں بلکہ معزز ہندو فاضلوں کی شہادت پیش کرتے ہیں ؁

لہ اس تصویر کے ملنے کا پتہ ہندی میں لکھا ہے (انوپ رام مقام واکو دگجرات)

گوشت خور

KHILAFAT LIBRARY

جناب فخر ہند و ہندوؤان یعنی ہندوستان کے مشہور فاضل مسٹر آر سی دت صاحب مرحوم ممبر انڈیا کونسل اپنی کتاب "قدیم ہندوستان" میں لکھتے ہیں۔ "یہ امر آسانی متصور ہو سکتا ہے کہ پنجاب کے قدیم ہندو حیوانی غذا بھی بافراط کام میں لاتے تھے۔ دسویں منڈل کے منتر ۸۶ کی رچا میں اُس مسلخ کا ذکر ہے جہاں گائیں ذبح کی جاتی تھیں"، صـ۱۴۱ وید کے زمانہ میں دھرماتما ہندو گائے کا گوشت کھانے میں کسی قسم کی کراہت یا قید پسند نہیں کرتے تھے" صـ۴۵

اس شہادت کا مضمون صاف ہے۔ کسی حاشیہ یا تشریح کی حاجت نہیں۔ دوسری شہادت اس سے بھی صاف ہے۔

ڈاکٹر راجندر لال متر بنگالی نے جو ہندو سوسائٹی کے ایک چمکتے موتی تھے بنگال کی ایشیاٹک سوسائٹی کے پریزیڈنٹ رہ چکے تھے اپنی کتاب Indo Arians (آریان ہند) میں ایک باب خاص Beef in ancient India (گائے کا گوشت ہندوستان میں) لکھا ہے۔ ڈاکٹر موصوف اُس باب میں لکھتے ہیں:۔

"بلاشبہ اس پرچہ کا عنوان (یعنی بیف ان انشینٹ انڈیا انڈو ایرینس) میرے بہت سے ہموطنوں کو نہایت ہی جگر تراش و سمع خراش معلوم ہوگا۔ کہ گائے (یعنی دیوی بھگوتی کے دیوی اوتار) کے گوشت کو اشیاء خوردنی تصور کرنیکا خیال ہندوؤں کے دلوں پر ایسا صدمہ رساں ہے کہ ان میں سے لکھوکھا زیادہ پرہیزگار آدمی اس لفظ کے جواب یعنی مرادف کو اپنے بھاشا میں ہرگز زبان پر نہیں لائینگے بہت سے اور ہولناک خونریز معرکے اس ملک میں گاؤکشی کے باعث ظہور میں آچکے ہیں۔ لیکن تاہم معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا زمانہ تھا کہ جب نہ فقط مویشیوں کے قتل کرنے میں کسی قسم کا پچھتاؤ ہی ہوتا تھا۔ نہ صرف ایسے حیوان کا گوشت ایک اعلیٰ درجہ کی خوراک ہی خیال کیا جاتا تھا نہ فقط یہ کشادہ دل مہمان نوازی کا نشان تھا جیسا کہ قدیم یہود کے درمیان کہ اپنے معزز مہمانوں کی خاطر موٹا بچھڑا ذبح کریں بلکہ پرہیزگار ہندو اس جہان سے دوسرے جہان کے سفر میں اپنے ہمراہ گائے کا گوشت لیجانا نہایت ضروری سمجھتے تھے۔ اور یہانتک کہ ہمیشہ مردے کے ساتھ جلانے کے لئے ایک گائے قتل کیجاتی تھی۔ تاکہ اسکو سفر میں گوشت کی کمی نہو۔ ویدوں میں بیشمار جگہ اس رسم کا حوالہ آیا ہے جسے گومیدا کہتے ہیں اور جس میں گائے خاص خاص دیوتا کی رضامندی کے لئے ذبح کیجاتی تھی۔ فقط یہی نہیں بلکہ خاص اور ذرا ذرا سی ہدایات مسطور ہیں کہ کس قسم کا حیوان قربانی کے لئے ضروری ہے مثلاً دیکھئے یجروید کی تیتیرا برہمن میں اس مضمون کا مفصل مذکور ہے (بیف ان انشینٹ انڈیا انڈو ایرینس صفحہ ۳۵۴-۳۸۸)

ناظرین یہ ہے ہندو تاریخ کا معتبر بیان۔ نہیں معلوم ایسی کھلی صداقت کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے برادران وطن کیوں گائے خوروں کی ایسی توہینی تصویر بناتے ہیں۔ کیا اس لئے بناتے ہیں کہ ہمیں اس قسم کی تصویریں دیکھنے کی مدت سے عادت ہے اور ہمارا گویا قول ہے

جتنا جی چاہے ستائے ستم ایجاد ہمیں
مثل تصویر ہیں آتی نہیں فریاد ہمیں (مسلمان)

(نوٹ) جب عیدالضحیٰ قریب آتی ہے تو برادران وطن کو نرالی سی نرالی اور انوکھی سے انوکھی تجاویز سوجھا کرتی ہیں درحقیقت برادران وطن کا یہ فعل کچھ کم قابل مطالعہ نہیں ہے ؎

سوامی دیانند کے وید بھاشیہ پر عام آریوں کی رائے

مہاشہ دھرم پال جی اندر بابت نومبر و دسمبر کے ۲ صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ سوامی

دیانند کا وید بھاشیہ پڑھ کر لوگوں نے مختلف آراء کا اظہار کیا۔ جس میں سے چند ایک ہدیہ ناظرین ہیں:- (۱) اگر سوامی دیانند کے وید بھاشیہ سے ویدوں پر کوئی رائے قائم کرنی ہو تو کہنا پڑیگا کہ ویدوں کو ایشور رچت کہنے کی بجائے منش کرت (انسان کی بنائی ہوئی) زیادہ معقول اور محفوظ ہوگا۔ کئی سمجھدار انسانوں نے یہ رائے دی کہ سوامی دیانند خود بھی ویدوں کو نہیں سمجھتے تھے۔ کئی اصحاب نے یہ خیال ظاہر کیا کہ سوامی دیانند یوگی نہیں تھے۔ اگر وہ یوگی ہوتے تو اس سے بہتر بھاشیہ کرتے کئی اصحاب نے یہ کہا کہ وید بھاشیہ کا ہندی حصہ سوامی دیانند کا کیا ہوا نہیں ہے۔ انھوں نے صرف سنسکرت بھاشیہ ہی رچا تھا۔ آریہ سماج کے چند برگزیدہ مہاتماؤں نے یہ رائے ظاہر کی کہ سنسکرت بھاشیہ بھی زیادہ تر پنڈتوں ہی کا کیا ہوا ہے۔ الغرض گذشتہ چند ماہ میں وید بھاشیہ کے بارہ میں مجھے مختلف قسم کے خیالات کا پتہ لگا ان میں سے کون صحیح اور کون غلط ہے۔ اس کا فیصلہ آسانی سے نہیں کیا جا سکتا۔ ہر ایک شخص کو اپنی رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے میں اپنے دیباچہ میں ان تمام امور پر بحث کرونگا۔

شکر ہے اب ویدوں پر سے غلاف اُترنا شروع ہوا ہے وہ زمانہ عنقریب آنے والا ہے جبکہ وید اپنی اصلی رنگ و روپ میں لوگوں کے سامنے آجاوینگے

ویدوں میں ملاوٹ

آریہ سماج کے پُرانے کارکن اور گورو کل کانگڑی کے سابق گورنر لالہ خوشی رام جی پنشنر نے مختلف اخبارات میں مفصلہ ذیل چٹھی شائع کرائی ہے۔ جسکو ہم ایک ہندی اخبار سے یہاں پر نقل کرتے ہیں:

کرپا کر کے اس پتر کو مع اپنی رائے کے اپنے پتر میں شیگھر چھاپ کر کرتارتھ کریں۔ رگوید سنہتا کے منتروں کی سنکھیا کونسی ٹھیک سمجھنی چاہیے:-

۱- کاتیائن رشی کے "چرن ویوہ" گرنتھ میں رگوید سنہتا کے تمام منتروں کی تعداد ۱۰۶۲۲ لکھی ہے

(۲) شونک رشی کے "انوواک انوکرمنی" میں تمام منتروں کی تعداد ۱۰۵۸۱ پائی جاتی ہے۔

۳- مگر اُن کی اسی پستک کے مطابق منتروں کے گننے سے اُن کی تعداد ۱۰۴۱۷ بنتی ہے۔

۴- پنڈت شوشنکر کاویہ تیرتھ جی نے ویدک اتہاس نرنے میں ۱۰۴۰۲ لکھی ہے۔

۵- شری پراوپکارنی سبھا اجمیر کے ویدک ینترالہ سے جو رگوید سنہتا چھپا ہے اس میں منتروں کی تعداد ۱۰۰۱۱ ہے۔

کیا کوئی ودوان کرپا کر کے اُس وشے میں پرمانو سہت اُلیکھ کر سکتا ہے۔ کہ ان سنکھیاؤں میں کونسی سنکھیا مستند ماننے کے لائق ہے۔ یہاں یہ بتا دینا بھی کچھ نامناسب نہ ہوگا کہ رگوید سنہتا میں جو منتر بار بار آئے ہیں اُن کی تعداد ۲۴۷ ہے۔ اور "بال کھل" سکت جو پرکشپت (ملاوٹ) ہے اور سائن بھاشیہ میں نہیں پایا جاتا۔ اُس کے منتروں کی تعداد (۸۰) ہے۔ اگر بار بار آنیوالے اور "بال کھل" سکت۔ کے منتروں کو جو سب ملا کر ۳۲۷ ہوتے ہیں اجمیر والی رگوید سنہتا کی سنکھیا (۱۰۰۱۱) میں سے نکال دیا جاوے تو باقی (۱۰۲۷۴) منتر رہجاتے ہیں یہ ایک ایسی تعداد ہے جو مذکورہ بالا تمام تعدادوں سے الگ ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

اس پر مہاشہ دھرمپال کا نوٹ

مہاشہ دھرمپال جی لکھتے ہیں کہ لالہ خوشی رام جی کی مذکورہ بالا چٹھی کو نکلے ہوئے دو ماہ کے قریب ہوگئے مگر ابھی تک اِسپر کسی ودوان نے وچار پرگٹ نہیں کیے تمام اصحاب کی نظر گورو کل کانگڑی کے "ودوانوں" کی طرف لگی ہوئی تھی کہ وہاں سے اس چٹھی کا کوئی تسلی بخش جواب شائع ہوگا۔ مگر گورو کل کے ودوانوں نے اسکو اپنے اخبار میں شائع کر کے آریہ سماجی ودوانوں کی طرف دھکیل دیا کہ وہ اس پر وچار کریں۔ ہمارے خیال میں لالہ خوشی رام جی کی مذکورہ بالا تحریر نے آریہ سماج کی پوزیشن کو آئندہ کے لئے قطعی محفوظ کر دیا ہے۔ اس وقت تک آریہ سماج کی یہی نازک پوزیشن چلی آتی تھی کہ ویدوں میں شروع سرشٹی سے لیکر آجتک ایک ماترا تک بھی کمی بیشی نہیں ہوئی بلکہ وہ جیوں کی تیوں چلے آئے ہیں۔ لیکن اب معلوم ہوگیا کہ زمانہ کی دستبرد نے ویدوں کو بھی پاک نہیں رہنے دیا۔ بلکہ ان میں بھی ایک خطرناک ملاوٹ کر ڈالی۔ جیسا کہ مذکورہ بالا تحریر سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ رگوید کے منتروں کی وہ تمام سنکھیائیں جو ایک دوسرے سے الگ ہیں سب کے سب درست ہوں۔ اُن میں سے صرف ایک ہی سنکھیا درست ہو سکتی ہے۔ باقی سب غلط ہونگی۔ اگر ہم سوامی دیانند کی ہی پیش کردہ سنکھیا کو درست تسلیم کر کے باقی سنکھیاؤں کو غلط مان لیں تو پھر ہمیں یہ دیکھنا پڑیگا کہ سوامی دیانند کے ہی قائم کردہ اجمیر ینترالہ میں جو رگوید سنہتا چھپا ہے اس میں سوامی جی کی مانی ہوئی سنکھیا کی نسبت جو ۱۲۴ منتر زیادہ چھپ رہے ہیں وہ صریحًا ملاوٹ ہے۔ ہمیں یہ بھی دیکھنا پڑیگا کہ یہ ملاوٹی منتر کون کون سے ہیں۔ ان ملاوٹی منتروں کا پتہ لگانا اگرچہ مشکل ہوگا لیکن ویدوں میں بھی ملاوٹ ثابت ہوجانے سے آریہ سماج کی پوزیشن بہت مضبوط اور محفوظ ہوجاتی ہے مثال کے طور پر نیوگ کے مسئلہ نے آریہ سماج کی پوزیشن کو نہایت نازک بنا رکھا تھا۔ گو ہم لکھ چکے ہیں کہ سوامی دیانند نے جن منتروں کو نیوگ پر لگایا ہے وہ نیوگ پر نہیں لگ سکتے۔ لیکن تاہم اگر کوئی مہاشہ اسی بات پر ضد کرے کہ ان منتروں سے ضرور نیوگ ہی نکلتا ہے تو ہم اسکو جواب دے سکتے ہیں کہ اگر یہ نیوگ کے ہی منتر ہیں تو ہم ان کو محض ملاوٹی اور جعلی منتر سمجھتے ہیں۔ ہم ان کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں معلوم نہیں آریہ سماج کے ودوان لالہ خوشی رام کی چٹھی پر کیوں خاموش ہیں

KHILAFAT LIBRARY

رگوید پر تنقیدی نظر

نمبر ۹

(سلسلہ کیلئے دیکھو نور نمبر ۵ جلد ۴)

اور یجروید کی چوبیسویں ادھیائے کے منتر ہائے ذیل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ وید کا مصنف پرمیشور نہیں کوئی دیوتا پرست ہے۔ کیونکہ وہ ہے چڑے تک کل جانداروں کو دیوتا وغیرہ کے لئے قربان کرتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

सोमाय हंसानालभते वायवे बलाका इन्द्राग्निभ्यां क्रुञ्चान्- الخ

سومائے ہمسانا لبھتے وایوے ولاکا اندر گنے بھیام کرنچان متراۓ منگون ورونائے۔ چکرواں (سوائی) سوم کے لئے (ہنسان) ہنس (وایوے) وایو کے لئے (بلاکا ہا) بگلا (اندر گنی بھیام) اندر اور اگنی دونوں کے لئے (کنچان) کونج (متراۓ) متر کے لئے (مدگن) شتر مرغ یا جل مرغ (ورونائے) ورن کے لئے (چکرواکان) چکوا چکوی (البھتے) قربان کرتا ہے

अग्नये कुटरूनालभते वनस्पतिभ्य الخ

اگنی کڑوں البھتے ونسپتی بھیہ الوکان اگنشوما بھیام چاشا شوشوبھیام بھیرالن متراۓ ورنا بھیام کپوتان (۲۳)

(اگنے) اگنی کے لئے (کڑون) مرغا (ونسپتی) ونسپتی کے لئے (الوکان) الو (اگنی سوما بھیام) اگنی اور سوم دونوں کے لئے (چاشان) نیل کنٹھ (اشوی بھیام) اشونی کماروں کے لئے (میوران) مور (متراورونا بھیام) متر اور ورن کے لئے (کپوتان) کبوتر (البھتے) قربان کرتا ہے۔

सोमाय लबानालभते त्वष्ट्रे कौलीकान् गोषादीर्देवानां

سوماۓ لوان لبھتے توشٹرے کولیکان گوشادیر دیوا نام۔ پتنی بھیا کولیکان دیوجامی بھیا اگنی گرہپتی پارشتان۔

(سوما ۓ) سوم کے لئے (لوان) بٹیر (توشٹری) توشٹری لوہار کے لئے (کولیکان) کولنگ (دیوانام) دیوتا کی (پتنی بھیہ) بیویوں کے لئے (گوشادیہ) گڈہ چڑی مار پرند (دیوجامی بھیہ) دیووں کی بھینوں کے لئے (کلیکا) کولیکا پرند (اگنی گرہپتی) گھر کی اگنی کے لئے (پاروشان) پارس نام پرند (لبھتے) قربان کرتا ہے۔ ۲۴۔ گھر کی آگ بھی دیوتا ہے۔

अह्ने पारावतानालभते रात्र्यै सीचापूः الخ

بھوبیا اکھونا لبھتے انترکشائے دیوکشاں وگبیھ کولان ویھر کالو انترد شا بھیہ (بھومے) زمین کے لئے (اکھون) چوہا (انترکشائے) آسمان کے لئے (کشان) کاش نام پرند (گبیھ) جہات کے لئے (نکولان) نیولا (انتروشا بھیہ) ہر گوشہ کے لئے (بھرکان) بھوراہنیوالا البھتے قربان کرتا ہے ۲۶

ईशानाय परस्वत आलभते मित्राय गौरान् الخ

ایشیانا توا پرسوتا البھتے متراۓ گوران ورونائے مہیشان برہسپتی گویان ستوشٹرے اشٹران۔ ۲۸

(ایشیانائے) اے ایشان دیوتا (توا) تیرے لئے (پرسوتہ) سفید ہرن (متراۓ) متر کے لئے (گوران) لال (ورونائے) ورن کے لئے (مہیشان) بھینس (برہسپتئے) برہسپتی کے لئے (گویان) گائے (توشٹری) توشٹری کے لئے (اشٹران) اونٹ (البھتے) قربان کرتا ہے۔

اگر یہ کلام پرمیشور کا ہوتا تو یوں کہتا کہ میرے سوا غیر کے واسطے کوئی جیو قربان مت کرو۔ کیونکہ جان میری پیدا کی ہوئی ہے اور میرا ہی اسپر حق ہے۔ یہاں پر اس کے خلاف غیر کے لئے قربانی جائز رکھی گئی ہے۔ اس واسطے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وید کا مصنف کوئی پروہت ہے کہ جو اپنے دیوتا کو خوش کرنے کے واسطے چرند و پرند اور چوپائے و پائے وغیرہ کو ہلاک کرنا روا رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے چین وغیرہ ممالک کے باشندوں نے ہنادو کا نام جنید ور رکھا ہے جو کہ جند اور دو لفظ سے مرکب اور جان دور کرنے والے کے نام میں آتا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ لوگ باوجود اس قدر نقص رکھنے کے بھی بڑی دیدہ دلیری سے مسلمانوں کے منہ آتے ہیں اور قرآن کریم پر خواہ مخواہ معترض ہوتے ہیں۔ حالانکہ اُن کے پستکوں میں انسان قربان کرنے تک کو لکھا ہے۔ دیکھو یجر باب ۲۴ منتر ۲۹ پرجاپتی پروشان

پرجاپتی کیلئے انسان قربان کرتا ہے۔

अक्रन्दयत्स्तनयन्निव द्यौः الخ

اروسنے اسکرت ورکہ پتھانیتم دورشٹہی۔ او جھیتے نچا تشٹھیو پرستیام میوتم سے ۱۱ رودرسی یہ رگ وید پہلی منڈل سکیت ۱۰۵ کا ۱۸ منتر ہے (ارونا) اکیدن (اسکرت) مجھ کو ایک مرتبہ (پتھا) رستہ (نیتم) چلتے ہوئے (ورکہ) ایک بھیڑیئے نے (دورش) دیکھا اور (نچایئے) سو وہاں ہوکر یعنی چراغ پا ہوکر اُسنے مجھ پر حملہ کیا جیسا کہ (پرسٹا میو) تھکی پیٹھ والا (تشٹھیو) بڑھئی (اجھیتے) کھڑا ہو جاتا ہے یعنی جیسے کام کرتا کرتا بڑھئی تھک کر پیٹھ سیدھی کرتا ہے ویسے ہی ایکدم میں میرے سامنے بھیڑیا کھڑا ہو گیا۔ اب حیرانی کی بات ہے کہ ایک طرف تو ہمارے ویدک دھرمی دوست وید کو خداوند تعالیٰ کا کلام سمجھتے ہیں اور دوسری طرف اس میں ایسی حیران اور ششدر کر دینے والی باتیں بھی پائی جاتی ہیں کہ ویدک ایشور جنگل میں گیا اور اُسے دیکھ کر بھیڑیا اسپر حملہ آور ہوا۔ بھلا ایشور جی مہاراج جنگل میں کیوں گئے اور اگر جنگل میں گئے تو بھیڑیا حملہ آور کیوں ہوا اور اگر بھیڑیا حملہ آور ہوا تو بھلا ایشور جی مہاراج بھیڑیئے سے خوف زدہ کیوں ہوئے کیا کوئی آریہ بھائی ازراہ نوازش اس منتر کی پوزیشن کو صاف کر کے وید کو ایشور کا کلام ثابت کریگا۔

اور یجروید باب ۳۴ منتر ۵ میں چوروں اور بھیڑیوں سے پرمیشور کا ڈرنا اور گڑھے میں گرنیکا اندیشہ

KHILAFAT LIBRARY

کرنا بھی لکھا ہے۔

یہ بھی پرمیشور کا کلام نہیں اور نہ وہ پرمیشور ہی ہو سکتا ہے کہ جو جنگل میں بھیڑئے سے ڈرے ۔ اگر وید کا پرمیشور ایسا ہی ہے تو بیشک محدود ہے کہ احاطہ میں آسکتا ہے۔ پس وہ محیط الکل نہیں محتاج و مجبور ہے۔ اگر درک کے معنے چاند لیں تو ہو نہیں سکتے کیونکہ چاند کو چراغ پا ہو کر کسی پر حملہ کرنے اور نگاہ بھر کر دیکھنے سے کچھ غرض نہیں اور نہ وہ ذی روح ہے کہ قوت باصرہ رکھتا ہو۔ مگر ہمارے دوست تاویلوں کے جال میں اس منتر کو مکڑی کی طرح کیا پھنساتے ہیں خود پھنستے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ جسقدر چاہیں تاویلوں کی بھرمار کریں وید اپنی اصلی حالت کبھی نہیں بدلیگا

[illegible] الخ

میں جو ترجمہ لیسمن للو کے کھر ہی تم ۔ لشمن مام دھو ہی پومانا مرتے لوکے اکشت اندر ایندرو پرشرو (منشی لیکھرام نے اس کا ظہور یہ کیا ہے کہ جہل وغیرہ تکلیفوں کے کھولنے والے سرور اور خوشی کے دینے والے جہان تیرے جلال میں تیرے گیان کی بیاپکتا ہے جس سے تو سب کو جانتا ہے اس اپار شکتی سے اپنے پجاری کو اپنے میں استھر کرے تاکہ وہ آواگون سے نجات پاوے تیری رحمت سب کی کلیان وانک ہے۔ ص ٣٠٩ مختصراً)

معترض ۔ پیارے مترو اگر یہ پرمیشور کا گیان ہوتا تو یوں ہوتا کہ میں سب کی سختی کھولنے والا سرور اور خوشی کا دینے والا ہوں ۔" تا آخر یا شروع میں اس کے ضرور ہوتا کہ اسے ہندے ایسا کہہ چونکہ ان باتوں کا اس میں پتا نہیں اسواسطے کسی ہمہ اوست کے قائل کا کلام ہو سکتا ہے۔ ورنہ اسقدر اختلاف کے کیا معنے پہلے اس سے سام وید کے گیارھویں منتر میں یہ کہا کہ پرمیشور جہل سے پاک ہے کوئی چیز اس میں آمیزش نہیں کر سکتی یہاں اُس میں خود گھس بیٹھنا ظاہر کیا ہے۔ تیسری جگہ یوں کہا کہ تمام مخلوق پرمیشور کے پیٹ میں آباد ہے۔ جسطرح گولر کے پھل میں کیڑے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے دیکھو صفحہ ١٧

[illegible] الخ

جو سب کو بھیتر رکھنے اور اپنے میں لے لینے کے قابل ہے۔ اور ہر ایک ساکن و متحرک کا گرہن کرنے والا ہے اس واسطے اس پرمیشور کے نام انادی ان آتما ہیں اور جو اس میں تین کے وار پاٹھ ہے سو اور نشے کے لئے ہے جیسے گولر کے پھل میں کیڑا پیدا ہو کے اس میں رہتے اور مر جاتے ہیں ویسے ہی پرمیشور کے بیچ میں سب جگت کی اوستھا ہے۔ یعنی سب خلقت کا قیام پرمیشور کے پیٹ میں ہے۔ گولر کے کیڑوں کی مانند اسی میں پیدا اور فنا ہوتی رہتی ہے۔

گویا سوامی جی نے اس جگہ گولر کو ایشور ٹھہرایا ہے اور اُس کے اندر کے کیڑوں کو مخلوق مگر گولر کی نشو و نما کے لئے جسطرح گولر درخت کی ٹہنیاں اور پتوں کا ہونا ضروری ہے کیا ایشور کے قیام کے لئے بھی کسی کی نشو و نما کا ہونا لازمی ہے۔ اور پھر جب تک گولر کے کیڑے قائم رہتے ہیں تب تک گولر بھی بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہے۔ جب گولر کے کیڑے مر جاتے ہیں تو گولر بھی خشک ہو کر ٹہنی سے نیچے گر پڑتا ہے۔ تو اگر یا بچ منٹ کے لئے مان لیا جاوے کہ مہاپرلو آجائے اور تمام مخلوق خالق سے الگ ہو جائے تو کیا اس صورت میں وہ ایشور ایشور رہیگا۔ جبکہ پنڈت دیانند جی نے ایشور کو گولر سے تشبیہ دی ہے معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت جی علم نباتات سے ناواقف تھے ورنہ وہ ایشور کے قیام کے لئے گولر کی مثال نہ ڈھونڈھتے

نومسلم حفاظت فنڈ

میزان سابقہ ٩ما/٤عہ

جناب منشی عبدالعزیز صاحب سہارنپور ١عہ/۲ جناب ماسٹر محمد دین صاحب بی۔اے ہائی اسکول قادیان عہ/ جناب ماسٹر محمد عبداللہ صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر نکودر ١٠عہ جناب منشی محمد مرتضیٰ خانصاحب بی۔اے پٹیالوی ١٣ا/ میاں الف دین صاحب جالندھر ٣عہ/ میزان کل ٩ما/٤عب ١٣ا/

نومسلم حفاظت فنڈ کی رفتار بہت دھیمی ہے ہم کیا کہیں اور کیا نہ کہیں۔ آپ خود ہی غور کر کے دیکھ لیں کہ نومسلم حفاظت فنڈ کس قدر ضروری ہے۔ وہ لوگ جنکو ہم ان کے والدین خویش واقارب وطن گھر بار سے الگ کرتے ہیں گویا ان کے لئے نئی دنیا یا نئی زندگی ہوتی ہے کیا ہم پر انکا یہ بھی حق نہیں کہ چند روزہ انھیں سر چھپانے کیلئے جگہ دیں۔ ایک نومسلم کو ابتداء میں جس قدر تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا اندازہ کچھ وہ دل ہی لگا سکتے ہیں جو خود اس کے تجربہ کار ہوں۔ ورنہ جسکے پاؤں میں نہیں بوائی وہ کیا جانے پیڑ پرائی ۔ میرا دل تو نہیں چاہتا کہ میں ایسی بُری خبر آپ کے کانوں تک پہنچاؤں جو آخری شاہان مغلیہ کے اہلکاروں کی طرح ہمیشہ اپنے بادشاہ سلامت کو خوش خبریاں سُنا کر خوش کر دیا کرتے تھے۔ مگر میں ایسا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس کا آخری نتیجہ یہ ہوا تھا کہ بادشاہ سلامت کو اپنی مصیبت کا حال اُسی وقت معلوم ہوا جبکہ غنیم قلعہ پر چڑھ گیا مگر ع

پھر پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

لہٰذا نومسلموں کی نسبت تھوڑا سا اشارہ کرنا ہی مناسب سمجھتا ہوں کہ صرف سات یا آٹھ ماہ کے عرصہ میں

ہم اپنی لاپرواہی اور سستی سے چار نوجوان بیٹے کٹے نومسلموں کو اپنے ہاتھ سے ضائع کر چکے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون اگر یہی لااوبالیاں رہیں تو نہ معلوم کہ صرف اپنی تھوڑی سی لاپرواہی سے کتنوں سے ہاتھ دھونے پڑینگے ہمیں ایک آن واحد کے لئے بھی اپنے دل میں اس لغو خیال کو جگہ نہیں دینی چاہئے کہ یہ بات چونکہ زید کے قلم سے نکلی ہوئی ہے اس لئے ہم اس میں شریک نہیں ہونگے۔ اگر بکر کے مُنہ سے نکلی ہوتی تو ہم فوراً اسمیں پانچ منٹ پہلے شامل ہوجاتے۔ مگر حقیقت میں دیکھنا تو یہ ہے کہ جو سوال ہمارے سامنے رکھا گیا ہے وہ نامعقول ہے یا معقول۔ اگر معقول ہے تو ایمانداری اسی میں ہی ہے کہ ہم اس کے ساتھ شامل ہو جاویں اجز بریہ کے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ میں اور چند ماہ انتظار کرونگا۔ اگر یہ فنڈ یاس سے نکلکر امید افزا کی حد تک پہنچگیا تو فبہا ورنہ میں لوگوں کا روپیہ واپس کرونگا۔ گرو دستو پھر نومسلموں کو یہ کہنے کا موقعہ ملجائیگا کہ ہمارے مہربان ہمیں جسطرح مسلمان بنانے میں ثواب دارین سمجھتے ہیں اسطرح ہمارے ابتدائی اخراجات کے متکفل ہونیکو ثواب دارین سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

سوانح عمری باوانانک رحمۃ اللہ علیہ اور خالصہ سماچار

گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں جو سوانح عمری باوانانک رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے ایڈیشن کے متعلق لکھا گیا تھا تس پر خالصہ سماچار کے ایڈیٹر صاحب اپنے خریداروں کے حضور اپیل کرتے ہیں کہ سوانح عمری کا دوسرا ایڈیشن نہ چھپنے پاوے۔ معلوم نہیں کہ ہمارے سکھ دوستوں کو آجکل کیا ہوگیا ہے جو ذرا ذرا سی بات پر اس قدر تنگ دلی سے کام لے رہے ہیں۔ خالصہ سماچار کے ایڈیٹر نے یہ تو نہ تبلایا کہ اس سوانح عمری میں فلاں بات قابل اعتراض ہے۔ یا فلاں شلوک گرنتھ صاحب یا جنم ساکھی میں نہیں

نور کی کرنیں

KHILAFAT LIBRARY

حضرت اقدس کے درس سے

انسان محتاج ہے

فرمایا انسان ان گنت چیزوں کا محتاج ہے کھانے کا پینے کا پہننے کا۔ پھر اس کے آگے چلکر موچی بڑھی۔ درزی وغیرہ کا۔ مگر ان سب احتیاجوں کا پورا کرنیوالا ایک اللہ ہی ہے۔ فرض کرو عمدہ سے عمدہ لذیذ کھانے دسترخوان پر چنے ہوئے ہیں مگر ہاضمہ درست نہیں۔ وہ کھانے زہر معلوم ہونگے لطیف سے لطیف اور شیریں شربت گلاس میں سامنے رکھا ہے مگر انسان کا گلا دکھتا ہے۔ وہ شیریں شربت اس کے کس کام کا درزی اچھے سے اچھے کپڑے سی کر لاتا ہے مگر بیماری نے بستر پر ڈال رکھا ہے بھلا وہ عمدہ سوٹ کس کام۔ اس لئے ہر ایک چیز کے لئے انسان خدا تعالیٰ کا محتاج ہے اور غنی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

احتیاج کا طرز

فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا ہم مسلمانوں پر بڑا فضل ہے کہ اس نے ہمیں احتیاج کا طرز بتلایا کہ کس طرح ہم ہر ایک ضرورت یا احتیاج کو اپنے لئے نعمت اللہ بنا سکتے ہیں۔ وہ ہے استخارہ۔ شادی کے لئے استخارہ بتلایا۔ ہر ایک کام کے شروع کرنے سے پہلے استخارہ بتلایا کیونکہ ہر ایک کام اس کے فضل سے ہی ہوتا ہے

گناہ سے بچو

فرمایا کہ بعض لوگ عذر کرتے ہیں ہمیں خرچ کی ضرورت ہے بال بچہ زیادہ۔ آمدنی کم اس لئے ہم نے فلاں معاملہ میں رشوت یا شراکت اختیار کی سو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخرىٰ تم گناہ کرتے ہو مگر قیامت کے روز کوئی بھی تمہارے گناہ کا بوجھ اُٹھانیوالا نہیں ہے سو ایسے لوگوں کو قرآن شریف کی یہ آیت پیش نظر رکھنی چاہئے۔

قرآن شریف کا منشاء

فرمایا اللہ تعالیٰ کے انعام و احسان جبروت عظمت قدرت وغیرہ کا جسقدر ذکر قرآن شریف میں ہے اور کسی کتاب میں نہیں۔ انجیل میں نہ زردشت کی کتاب میں نہ ویدوں میں۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی بڑائی۔ ربوبیت۔ رحمانیت مالک یوم الدین حی وقیوم ہونے پر بڑا زور دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دراصل گناہوں کی جڑ عدم ایمان صفات الٰہیہ ہے۔ دنیا خداوند تعالیٰ کی عظمت کو نظرانداز کرچکی ہے جعلساز چور ڈاکو وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر ایمان نہیں ہوتا ورنہ وہ کبھی ایسے رذیل فعل کے لئے جرأت نہ کرتے۔ سو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ربوبیت۔ رحمانیت حی قیوم مالک ہونے پر بڑا زور دیتا ہے۔

فرشتے

فرمایا فرشتے خدا کے بنائے ہوئے ہیں بعض ناعاقبت اندیش اس پر اعتراض کرتے ہیں بھلا ان سے کوئی یہ پوچھے کہ کیا تم اُسوقت موجود تھے۔ جو اعتراض کرتا ہے وہ احمق ہے کیونکہ جس نے بنایا وہ کہتا ہے اشہدوا خلقہم ستکتب شہادتہم ویسئلون۔ کیا یہ لوگ اُس وقت موجود تھے جبکہ فرشتے پیدا کئے گئے۔ ان کا بیان لکھا جائیگا اور (قیامت کے دن) ان سے پوچھا جائیگا۔

نصیحت جو چیز تمہیں نہیں آتی اُس کو خدا کے حوالہ کرو۔ ہندوؤں نے سہنسر بھجوں والا دیوتا یعنی سو بانہوؤں والا دیوتا بنایا ہے ممکن ہے کسی پر انکشاف ہوا ہو ہم ایک آدمی کی خیالی تصویر بناتے

KHILAFAT LIBRARY

مگر وہ مشاہدہ کے وقت غلط نکلتی ہے ❊

شاہان سلف اور قرآن شریف

فرمایا کہ محمود غزنوی اور خلیفہ بغداد کے درمیان کچھ ناچاقی ہوئے پر محمود غزنوی نے خلیفہ بغداد کو لکھا کہ تمہیں معلوم نہیں میرے پاس اسقدر ہاتھی اور لاؤ لشکر وغیرہ ہے کہ میں بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا خلیفہ نے ایک خوبصورت کاغذ لیکر اُس پر دو دفعہ الم الم لکھ کر قاصد کے ہاتھ محمود غزنوی کے پاس بھیجدیا۔ دربار کے اہلکاروں نے وہ کاغذ دیکھا اور حیران ہوگئے۔ الم الم پڑھتے مگر مطلب کو نہ سمجھ سکتے۔ محمود غزنوی فوراً تاڑ گیا۔ جب درباری اہلکاروں کو زیادہ حیران اور استعجاب میں پایا تو محمود غزنوی نے کاغذ لیکر فرمایا کہ کیا تم نے سمجھا کہ دو دفعہ الم الم لکھنے سے خلیفہ کا کیا مطلب ہے۔ لوگوں نے جوابدیا کہ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ محمود نے کہا میں اس کا مطلب سمجھ گیا ہوں اس میں سورۃ الفیل کی طرف اشارہ ہے جس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل

نکتہ محمود غزنوی نے ہاتھیوں کی دھمکی دی تھی۔ خلیفہ بغداد نے جسے قرآن شریف کے ساتھ محبت تھی قرآن شریف کی آیت سے بتلایا کہ دیکھو ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک ہوا تھا جو تم مجھے ہاتھی کی دھمکی دیتے ہو۔ محمود جسے قرآن شریف کے ساتھ محبت تھی فوراً سمجھ گیا اور اُسپر ایسا اثر ہوا کہ خلیفہ بغداد کو عذر کا خط لکھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے بادشاہوں کو قرآن شریف سے محبت تھی ❊ اور یہی وجہ تھی کہ تمام مادی طاقتیں ان کے سامنے ادنیٰ لونڈی کی طرح ہاتھ باندھے کھڑی تھیں۔ جسطرف جاتے تھے فتح ونصرت کے شادیانے بجتے جاتے تھے۔ جب آدمی دین کو مقدم کرتا ہے تو دنیا خود بخود ہی درست ہوجاتی ہے ❊

بے انصاف مسلمان بادشاہ زیادہ دیر بادشاہت نہیں کرسکتا

فرمایا کہ بے انصاف کفار بادشاہوں کی سلطنتیں بہت دیر چلی جاتی ہیں۔ مگر بے انصاف مسلمان بادشاہ کی سلطنت زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتی۔ اس کی وجہ یہ کہ اس بے انصاف مسلمان بادشاہ کے اعمال اور افعال کو اسلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اسلام کو بدنام کرنا نہیں چاہتا۔ تاریخوں کے اوراق پلٹا کر دیکھ لو۔ مذہبی کتابوں کو ٹٹولو کبھی بے انصاف مسلمان بادشاہ کو زیادہ دیر تک تخت پر نہیں پاؤگے ❊ سبحان اللہ کیا عجیب اور معرفت کا نکتہ ہے۔ کیا اب بھی اسلام کی صداقت میں کچھ شک وشبہ رہ سکتا ہے۔

شوخ آدمی جلد تباہ ہوجاتا ہے

فرمایا کہ کفر سے چشم پوشی کیجاسکتی ہے۔ مگر ایک شوخ آدمی کی شوخی اور شرارت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی شوخ آدمی جلد ہی تباہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے شوخی سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ شوخی سے بڑھ کر اور کوئی بُرائی نہیں ❊

عرب کیوں کمزور ہوگئے

فرمایا کہ جب اول اول عربوں نے یونان کو فتح کیا تو یونان کی عورتوں سے شادی کرلی تو یونان کی عورتیں جو نزاکت پسند تھیں ان کے بچے بھی بجائے بہادر اور دلاور ہونے کے آرام پسند پیدا ہوئے اور ان کے تعلقات بھی ننہیال کے ساتھ ہی زیادہ رہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب کی آئندہ نسل بہادری اور دلاورانہ صفت کو کھو کر کمزور اور آرام طلب ہوتی گئی ❊

تکبر نہ کرو

فرمایا انسان منی سے بنا ہے۔ منی کے بھی ایک کیڑے سے بنا ہے کیڑے کو پھر چوہے اور حرکت کرنے کی طاقت ہے۔ اور آگے چلو تو انسان صرف مٹی سے بنایا گیا جس میں حرکت بھی نہیں وہ ترابی حالت بھی اس پر آچکی ہے۔ پھر جب یہ جوان ہوتا ہے کیسی کیسی چینتیاں دکھلاتا ہے۔ کبھی قطب جنوبی کو جاتا ہے۔ کبھی قطب شمالی کو۔ پھر جوانی کے دن بھی گذر جاتے ہیں۔ انسان کہتا ہے چٹاپٹ گذر گئے حالانکہ چٹاپٹ کہاں گذرے۔ سالہا سال لگتے ہیں تب جوانی کے دن گذرتے ہیں۔ صحت اور طاقت کے دنوں کی قدر نہیں کیجاتی کھیل کے وقت لڑکے خیال کرتے ہیں کہ دین و دنیا کیا چیز ہے۔ وہی کھیل کا میدان اور ہا ہو ان کا مقصد ہوتا ہے ❊

مسافر روپڑا

ہم کیا کہیں اور کیا نہ کہیں مسافر آگرہ میں قرآن پر تنقیدی نظر کے عنوان سے ایک مخرش مضمون شائع ہو رہا ہے جس میں الم غلم بَلم شَلم باتوں سے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا جاتا ہے۔ مگر ہمارے لئے تو شکایت زبان پر لانا جرم ہے۔ نور کے کسی پرچہ میں شدھی پر مضمون لکھا گیا تھا کہ شدھی ازروئے وید جائز نہیں جسپر مسافر کھسیانا ہوکر بیفائدہ چیخ وپکار مچا رہا ہے۔ مسافر کو چاہئے کہ بجائے مغلظ گالیوں کے وہ دلائل کے ساتھ ہمارے دلائل کو توڑے گالیاں دینے سے کچھ فائدہ نہیں ہم گالیوں کا جواب گالیاں دینے کیلئے تیار نہیں۔ یہ فعل مسافر آگرہ کو یا اُس کے دوستوں کو ہی مبارک رہے۔ جنھوں نے اس بیچارے کو گالیاں دینے کی مشین بنا رکھا ہے۔ ہمارا پاک مذہب ہمیں ایسے ناروا فعل کی اجازت ہی نہیں دیتا اگر مسافر آگرہ میں کچھ بل اور زور ہے تو وہ متانت سے اور معقولیت کے ساتھ بحث کرتے ہمارے دلائل سنے اور اپنے سنائے۔ اور اگر اپنے پرانے دستور کے موافق ہمیں بے نقط گالیاں سنائینگے تو آپ کی کل شاہ خوانی کو ڈیڈ لیٹر کے وصول شدہ خط کی طرح ردی کی ٹوکری میں پھینکا جائیگا ❊

ثمرہ وید

اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا اس آریہ ورت رہندوستاں کا نظارہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ لوگوں کی سوشل اور تمدنی حالت کس درجہ پر تھی اور کہ خداوند تعالیٰ کے وصال کے لئے کونسے ذرائع تھے۔ اعلیٰ مذہبی تعلیم کونسی تھی اور کہ اسلام کے ظہور پر نور نے ان کی سوشل اور تمدنی حالت پر کیسا نمایاں اثر کیا تو یہ کتاب جو زیر طبع ہے کے لئے فوراً درخواست بھیجیں۔ پیشگی درخواست والوں سے صرف ۷ر بعد کو ۸ر

(منیجر اخبار نور قادیان)

KHILAFAT LIBRARY

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج

یہاں ہر قسم کے عطریات گلاب کیوڑہ۔ موتیا چنبیلی حنا۔ ہر باندی وغیرہ فی تولہ ۸ر سے لیکر (صہ) تک اور تیل بالوں کا چنبیلی۔ حنا وغیرہ فی سیر ایک روپیہ سے لیکر للعہ تک۔ اور ہر قسم کے عطردان اور ہر قسم کی شیشیاں گلقند۔ قوام تماکو خوردنی خمیرہ خوشبودار وغیرہ لوازمات از روے بازار نرخ ترمیم ہوتا رہتا ہے۔ جو صاحب طلب فرمائیں معہ نام پورا پتہ خوشخط بنام کارخانہ ارسال فرماویں۔ اجازت دینی یا پیشگی قیمت خصوصاً ریلوے پارسل کیلئے تو کچھ ضرور آنا چاہیئے ؛

المشتہر

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج محمد عبداللہ وسعد اللہ احمدی سے مل سکتا ہے ؛

سوئنگا یہ ایک مذہبی دلچسپ ناول ہے جس میں رد تناسخ۔ تناسخ کی لغویت تناسخ کی خوفناک سے خوفناک برائیاں۔ تناسخ کے شرمناک سے شرمناک نتائج کو اعلیٰ کمال اور دلسوز پیرایہ میں دکھلایا گیا ہے۔ قیمت صرف ۲ر

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار نور۔ قادیان ضلع گورداسپور

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی گولیاں

جلاب کی گولیاں

رات کو گولی کھا کر سو جاؤ دوسکر روز صبح کو دست صاف ہو جاویگا۔ پیٹ میں گرمی و مروڑ کچھ نہیں ہوگی۔ حسب معمول کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی۔ سولہ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب مریضوں کو دیتے چلے آئے ہیں یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں۔ مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیئے۔ قیمت ۱۶ گولیوں کی ڈبیہ ۵ر۔ ایک سے دو ڈبیہ تک محصولڈاک ۵ر

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ بھر میں دور ہو جاتا ہے۔ یہ دوا آنکھ لحظہ بھر میں پانی کر دیتا ہے۔ درد ریاح جس سے ٹیس۔ چمک پڑ کر رگوں میں گھر جس اگن کنی سے کیلن چبھتا ہو تو دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنی چاہیئے قیمت بارہ ٹکیوں کی شیشی ۵ر محصولڈاک ایک ڈبیہ سے چھ ڈبیہ تک ۶ر

عرق کافور اصلی

دیکھو گرمی کا موسم آیا جہاں تہاں ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے اس لئے اس سے بچنے کا آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصلی عرق کافور ہے یہ دوا ۲۷ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے یہ گرمی کے دست پیٹ کا درد اور پسلی کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ایک شیشی سے چار تک ۵ر

عرق پودینہ

ولائتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنایا جاتا ہے رنگ پتی کے رنگ کا سا ہے اور خوشبو بھی پتیوں کی سی آتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروشوں نے بنایا ہے ریاح کیلئے نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار آنا بدہضمی۔ متلی اشتہا کم ہونا دو قیمت ۸ر

ڈاکٹر ایس کے برمن تاراچند دت نمبر ۵ و ۶ سٹریٹ کلکتہ

اصلی ممیرا اور ممیرا کا سرمہ اور ست سلاجیت

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے اس اثناء میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے اصلی ممیرا جسکو خود حضرت نے دیکھ کر اصلی ممیرا ہونے کی تصدیق فرمائی ہے۔ اس میں ڈالا جاتا ہے حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا کہ ”برائے امراض چشم بسیار مفید است“ اس شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ کئی لاکھ افراد کا امام جو حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا حقدار ہے اس کے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے یہ سرمہ دھند جالا پھولا اور دیگر امراض چشم کیلئے نہایت مفید ہے قیمت سرمہ اول قسم عہ قسم دوم ۱۸ر۔ قسم سوم عہ ر اصلی ممیرا فیتولہ (عنہ) قسم دوم لے ۶ر

ست سلاجیت

(مفید اعظم سے نقل کیا گیا) جس کی عبارت یہ ہے ”مقوی جمیع اعضاء نافع صرع مشتہی اشتہا قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر اور جذام اور استسقا زردی رنگ تنگی نفس و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ مثانہ و سلسل بول و سیلان منی و یبوست اور مفاصل وغیرہ وغیرہ امراض کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کرو۔

قیمت فیتولہ ۱۲ر

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں۔ شہدی پشاوری اور بادامی سیاہ و سفید۔ ماشی۔ ریشمی۔ سوتی۔ ٹسری صافے سفید بادامی پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔

المشتہر

احمد نور کابلی۔ مہاجر سوداگر قادیان۔ ضلع گورداسپور

۵ دسمبر کے نور کا ضمیمہ

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ

KHILAFAT LIBRARY

اے قرآن شریف سے محبت رکھنے والو شاید آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہوگی کہ ہماری ہمسایہ سکھ قوم نے قرآن شریف کا گورمکھی غلط ترجمہ کرکے ہندو قوم میں غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی ہے ؛ یہ خیال کرنا کہ سکھوں نے کس نیک نیتی کے ساتھ قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہوگا اس کے لئے اس کے دیباچہ کے کچھ حصہ پر نظر ڈال لینا ہی کافی ہوگا - میرا دل ہرگز ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا تھا کہ میں دیباچہ کے ان ناپاک اور مکروہ الفاظ کو آپ کے سامنے دھرتا جن کو پڑھ کر میرا کلیجہ شق ہوگیا ہے مگر ہم لوگ کچھ سستی اور کاہلی سے اس قدر مانوس ہوگئے ہیں کہ ہماری اس وقت ہی آنکھ کھلتی ہے جبکہ دشمن ہمارے سر پر ہی چڑھ آتا ہے ؛ اس لئے میں مجبوراً قہر درویش برجان درویش نمونہ از خروارے کے طور پر دیباچہ کا کچھ حصہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں ؛

"جو رائے خلیفہ عمرؓ آج بتلاتا تھا وہی کل (حضرت) محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہدیتا تھا کہ مجھے خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے .... جب آپ پر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی نازل ہوتی تھی تو اسوقت وہ (آنحضرتؐ) اونٹ کی بولی بولا کرتا تھا اور اس کے (آنحضرت) کے چہرے کا رنگ متغیر ہوجاتا تھا وغیرہ وغیرہ ؛ محمدؐ صاحب جو عقل کی باتیں لوگوں سے سنتے تھے کچھ دیر بعد لوگوں کو وہی باتیں جتلا کر کہدیا کرتے تھے کہ یہ الہام ہوا ہے ؛ اور دوم توریت و انجیل سے اچھی باتیں سن سنا کر کہدیا کہ یہ الہام ہوا ؛ دیکھو سورۃ نحل ؛ "

آہ وہ لوگ جنہوں نے دیباچہ میں یہ غضب ڈھایا ہے تو بھلا ترجمہ میں انھوں نے کیا کچھ ستم نہ بپا کیا ہوگا - مگر یہ قصور کس کا صرف ہمارا جنہوں نے آجتک قرآن شریف کا صحیح گورمکھی ترجمہ ہندو پبلک کے سامنے نہ رکھا توکل علے اللہ بندہ نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ کرنیکا مصمم ارادہ کرلیا ہے ؛ اور یہ ترجمہ انشاءاللہ حضرت خلیفۃ المسیح کی زیر نگرانی ہوگا ؛ دیباچہ حضرت خلیفۃ المسیح کو سنایا گیا جو کچھ آپ نے اس کی تردید میں ارشاد فرمایا ہے اسے گورمکھی کیرکٹر میں لکھ کر ہندو پبلک کے سامنے پیش کیا جاویگا ؛ فی الحال ارادہ کیا گیا ہے کہ دیباچہ کا جواب اور قرآن شریف کے پہلے پارہ کا گورمکھی ترجمہ کرکے ہندو پبلک میں مفت تقسیم کیا جاوے ؛

آپ جانتے ہیں کہ ایسے کام قومی توجہ کو چاہتے ہیں اس لئے میں اس ضروری فرض کو آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ آپ بھی اس سراسر کار خیر میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں یہ امید رکھنا کہ گورمکھی خوانندہ پبلک اس کو قیمتاً خرید یگی قطعی عبث ہے ؛ سب کا سب مفت ہی تقسیم ہوگا ؛ اس لئے خصوصیت سے یہ امر خیرخواہان ملت کا محتاج ہے ؛ اگر خدا کے پیارے کلام سے پیار کرنے والے چھپائی لکھائی ہر کاغذ کا خرچ اپنے ذمہ لے لیں تو یہ کام نہایت ہی آسانی سے ہو سکتا ہے ؛ اور ان کی یہ یادگار انشاءاللہ تعالی ابدالاباد تک زندہ رہیگی ؛ میں دیکھونگا کہ کس قدر ارواح اس کار خیر کے لئے لبیک کہنے کو تیار ہوتی ہیں ؛

خادم

محمد یوسف ایڈیٹر نور قادیان ضلع گورداسپور

(مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور)